

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۶۵۰

ماہوارِ جریڈہ
شمارہ
۱۱۱
بھیرہ

اپریل ۱۹۳۳ء

ظہور احمد بگٹی

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطرقت فخر العلماء قدوة السالکین
زبدۃ العارفین امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر گوبی نور اللہ مرقدہ

منجانب

اداکین حزب الا انصار بھلیہ (پنجاب)

اغراض و مقاصد (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ
داشاعت اسلام (۲) اصلاح رسوم (۳) احیا و اشاعت علم دینیہ

قواعد و ضوابط

- ۱۔ رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ دی۔ پی ۵۰ زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص منظور ہونگے۔ ایسے حضرات کے اسماء گرامی شکریتہ کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔
- ۲۔ غریب و مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت سالانہ عیسوی مقرر ہے۔
- ۳۔ ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ بلامعاوضہ بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکنیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۴۔ نمونہ کار پرچہ ہر کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے مفت نہیں بھیجا جاتا۔
- ۵۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ ڈاک کی بے عنوانیوں اور ویہات کے چھٹی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جس صاحب کو رسالہ نہ ملے وہ مہینہ کے اخیر میں اطلاع دیدیا کریں ورنہ دفعتاً ذمہ وار نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام میجر رسالہ شمس الاسلام بھلیہ (پنجاب) ہونی چاہئے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جزیدہ کا خانہ

شمس الاسلام بھیرہ

ظ. بھیرہ

جلد ۴ باب ۱۰ اپریل ۱۹۳۳ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ نمبر ۴

نمبر شمار شمار ست مضامین نمبر شمار

۲	باب الحدیث	(۱)
۴	کید الخائفین	(۲)
۸	تنزیہ القریل	(۳)
۲۱	خوشی اور درخ کے موقع	(۴)
۲۵	مرزا کا قصیدہ اعجازیہ	(۵)
۳۲	مرد و عورت	(۶)
۳۴	ابطال تنازع	(۷)
۹۷	برق آسمانی بر خرمین قادیانی	(۸)
	خانزادہ غلام احمد خان صاحب بنگلہ	
	انجنیئر موبیہ اسلام بہاول پور	
	مولانا محمد دین صاحب لکھنؤ	
	(ایک غیور مسلمان)	
	(ماخوذ)	
	مولانا امام الدین صاحب کوٹلی بہار	

ایک کی
راستہ
نہ کے
ریل ریل
چ

باب الحدیث

درود شریف کے فضائل

(۱) من نسی الصلوٰۃ علی خطی طریق الجنہ۔ جس نے میرے اوپر درود بھیجا موقوف رکھا۔ اس نے جنت کا راستہ بھلا دیا۔ (ابن ماجہ)

(۲) البخیل من ذکرک عندک فلم یصل علی۔ وہ بخلیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے (یعنی میری یاد ہو یا میرا نام لیا جائے) اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی نسائی ابن حبان ابن اسنی) لہذا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اور اسم گرامی لیا جائے تو فوراً درود پڑھنا چاہیے۔

(۳) راعم انف رجل ذکرک عندک فلم یصل علی۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے۔ پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی حاکم ابن حبان بزار طبرانی)

(۴) من ذکرک عندک فلم یصل علی فقد شقی جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ تو بے شک وہ شقی ہے (ابن اسنی)

(۵) من ذکرک عندک فخطی الصلوٰۃ علی خطی طریق الجنہ۔ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود بھیجا موقوف رکھا اس نے جنت کا راستہ بھلا دیا۔ (ابن ابی عمیر طبرانی)

(۶) ذکرک عندک فلیصل علی جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے۔ اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود بھیجے (نسائی طبرانی ابویعلیٰ ابن اسنی)

(۷) من ذکر فی فلیصل علی فائدہ من صل علی موتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے پاس میرا ذکر ہو۔ اس کو مجھ پر درود بھیجنا چاہیے۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ اس پر دس رحمتیں اتارتا ہے (ابن اسنی)

(۹) من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ غسل۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (علم ابو داؤد ترمذی نسائی طبرانی)

(۱۰) من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرہ صلوات و خطت عنہ عشرہ خطبات و دفعت لہ عشرہ حاجات۔ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔ اور اس کے دس گناہ معاف اور دس درجے بلند ہونگے۔ (نسائی ابن حبان بزار طبرانی)

(۱۱) عن ابن طلحہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ذات یوم و البقر فوجہ فقلت انما نزل الشیء و وجہک فقال انه انک انما کف فقال یا محمد بن ربک یقول اما یرضیک انہ لا یصلی علیک احد الا صلیت علیہ غسل ولا یسلم علیک احد الا سلمت علیہ عشرۃ - ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے چہرہ پر خوشی تھی۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کے چہرے پر خوشی پاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور بولائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ کیا تم خوش نہیں ہوتے جو تم پر درود بھیجے گا ایکبا میں اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجوں گا۔ اور جو تم پر سلام کرے گا۔ ایک دفعہ میں اس پر دس بار سلام کر دوں گا۔ (نسائی ابن حبان حاکم بن ابی شیبہ دارمی)

(۱۲) من صلی علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم واحدۃ صلی اللہ علیہ.....

..... و صلاۃ لک سبعین صلوة۔ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایکبا درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ستونہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور فرشتے اس کی ساتھی ستروں (۷۰) بار دعا کرتے ہیں۔ (احمد)

(۱۳) من صلی علی صلات کتب اللہ لک قیراطا و القیراط مثل احد جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھیگا۔ اللہ اس کے لئے ایک قیراط ثواب لکھیگا۔ اور قیراط احد (پیارا)

(۱۳) اکثر و بیشتر اہل علم و فضل نے اس پر کثرت سے رد و تحقیر کیا ہے۔ اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۱۴) اولی الناس فی یوم النقیۃ مکر اکثرہم علی صلاۃ۔ قیامت میں سب زیادہ قریب مجھ سے وہ ہوگا جو مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ (بخاری ترمذی ابن حبان) (۱۵) عن النبی بن مالک خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ۲ نجاکم یوم النقیۃ ۲ من ۲ ہوا ۲ و ۲ ما طہبہا اکثرکم علی صلاۃ فی دار اللہ دنیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے ہول اور خوف اور اس کی سرگدہ کی سوزش سمجھات پانے والا وہ شخص ہوگا۔ جو دنیا میں سب سے زیادہ درود پڑھتا رہا (خطیب)

کید الخائنین

الوہیت علی بلباس انسانی

ایک بیک گویم شمار از برائے تعلمون
کفر کردہ باغدا اینہاں پیدا اجموں
ہر یکہ تہن برادر ز جاپون عاقلون
ترین جہت خوانند اورابر مدہاں حقون
قوت پروردگار دین وانیں وراہنوں
قاسم زراق پندارند و لہست بیگون
برخیز شایان جلالتش پیر بنا موقنون
باز خود را نام کردہ مومنون جادقون

آخہ مکشو غم شدہ اندہاں بافزون
بندہ مسکین عاجز آنکہ بر نام علی است
استعانت غیر از و ہرگز نمی خواہند گاہ
بالبقیس دانند چون در قدرتش موت و حیات
جلگی مشکلت و دانند ہم حاجت روا
عالم الغیب دو کون و مرجع ہر صوفیون
سہرین گو سوزدہ اندر گش پے پر شدہ
ماچین اقول نامیون افعال زبوں

خود چنیں اطرائی لا احضی نمی آید بفرم
 این بلا گرداں سر سرخویں شدہ لایققلون
 طامۃ الکبریٰ شرک اندر جہاں انداختہ
 این گروہ بد پزودہ لا یغنون مفسد دن

بیک بہ انفس ہم رسد گر عیسے گردوشیں

شکر باید کرد بر در گاہ رب العالمین

راقم آخرم اپنے برادران ہندی کے لئے جو زبان فارسی سے نا بلد ہیں۔ غایت متعنا
 کیسا تہہ نمبر وار معنی و تشریح درج ذیل کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ان پر واضح ہو جائے
 کہ کلمہ محمدی کے رٹنے والے شیعہ کیسے شرک جلی میں مبتلا ہیں۔ اور کیا عیسائیوں
 عیسےؑ مسیح کو کچھ (ان) سے زیادہ درجہ دے رکھا ہے۔ کیونکہ ان کو کافر کہا جاتا ہے
 اور انکو ملان :-

۱۔ مذہب رافضہ سے جو کچھ عجیب و افسح ہو چکا ہے۔ میں ایک ایک کر کے دکھانا
 چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ لوگ باخبر ہو جائیں۔

۲۔ ایک عاجز اور مسکین بندہ خدا جس کا نام علی ہے۔ اس کو ہر طرح خدا کا ہم لہ
 بنا رکھا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے تو فرمایا ہے کہ میں مسکین ہوں۔ اس لئے
 مسکینوں کیسا تہہ نشست برخواست کرتا ہوں۔ (کیمیائے سعادت) اور نبی کریمؐ
 نے فرمایا ہے ۱۲ فقر فقہی (حدیث شریف)

۳۔ اس یعنی علی کے سوا کسی سے بھی امداد کے طالب نہیں جاہل ہوں یا عقلمند
 اس بارے میں سب کا عقیدہ یکساں ہے۔

۴۔ چونکہ موت اور زندگی تک اس کی قدرت میں یقین کرتے ہیں۔ اسی لئے ہی تو
 ہمیشہ یہ احمق ان سے طالب امداد رکھتے ہیں۔ علی وہ ہے جو حیات و تقسیم کرتا
 ہے۔ (مواظع حسنہ شیخ عبدالحی رافضی) ۵

جوں این جہاں فنا شود علی فناش میکند قیامت ہر چہاں شود علی بیانش میکند
 کہ دست دست او بود و دل خلاش میکند و عار و میت اذہ میت بتو فاش میکند
 کہ دست دست کردگا دست عین داوڑا دیوان و خلایا

(۱۳) اکثر و اکثر صلوٰۃ علی فاتہا لکھو۔ مجھ پر کثرت سے درود بھیج کر کونکہ درود بھیجا تمہارے لئے نیکو ہے۔ (دبی علی) یعنی اس اجزاء اور مال پر جتنے ہیں۔ اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۱۵) اولی الناس یوم القیامہ اکثر صلوٰۃ علی صلوٰۃ۔ قیامت میں سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ ہوگا جو مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ (بخاری ترمذی ابن حبان)
(۱۶) عن انس بن مالک خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ۲۰۰۰ نجاکم یوم القیامہ من ۲۰۰۰ ہواکامہ و موطنہا اکثر صلوٰۃ فی دار اللہ نبیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے ہول اور خوف اور اس کی ہرج مہج کی ستم نجات پانے والا وہ شخص ہوگا۔ جو دنیا میں سب سے زیادہ درود پڑھتا رہا (خطیب)

کید الخائنین

الوہیت علی بلباس انسانی

ایک بیک گویم شمار از برائے تعلمون
کفر کردہ با خدا اینہاں پیدا اجمعون
ہر یکہ تہنی برادرز جابلون عاقلون
تین جہت خوانند اور ابر مرد ہون
قوت پروردگار دین وانی ومانون
قاسم رزاق پندند و دست بگون
برخیز شایان جلالتش ہر بنا موقنون
باز خود را نام کوہ مو منون صدقون

آنچه مشو غم شدہ اند باین افضون
بندہ مسکین عاجز آنکہ بر نام علی است
استعانت غیر از و ہرگز نمی خواہند گاہ
بالبقیس دانند چون در قدرتش موت و حیات
جملگی مشکلاہ دانند و ہم حاجت روا
عالم الغیب دو کون و مرجع ہر ضرورتون
ہرین کو سرزدہ اند در گیش بے پر شدہ
ماچنین اقوال نامیون افعال زبوں

خود چنیں اطرائی لا احضی نمی آید بفہم
ایں بلا گرداں سر اسر حویں شدہ لایقفلون
طاہرہ الکبریٰ شرک اندر جہاں انداختہ
ایں گروہ بد پڑوہ لا عھون معندون

بیک بہ الفش ہم رسد گر عیسے گردوشیں

شکر باید کرد بر درگاہ رب العالمین

راقم آئم اپنے برادران ہندی کے لئے جو زبان فارسی سے نا بلد ہیں۔ غایت متعنا
کیسا تہہ نمبر وار معنی و تشریح درج ذیل کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ان پر واضح ہو جائے
کہ کلمہ محمدی کے رٹنے والے شیعہ کیسے شرک جلی میں مبتلا ہیں۔ اور کیا عیسائیوں
عیسےؑ مسیح کو کچھ (از) سے زیادہ درجہ دے رکھا ہے۔ کیونکہ ان کو کافر کہا جاتا ہے
اور انکو سامان :-

۱۔ مذہب رافضہ سے جو کچھ عجیر و افح ہو چکا ہے۔ میں ایک ایک کر کے دکھانا
چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ لوگ باخبر ہو جائیں۔

۲۔ ایک عاجز اور سکین بندہ خدا جس کا نام علی ہے۔ اس کو ہر طرح خدا کا ہم ٹپہ
بنا رکھا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے تو فرمایا ہے کہ میں سکین ہوں۔ اس لئے
مسکینوں کیسا تہہ نشست بر خاست کرتا ہوں۔ (کیسے سعادت) اور نبی کریمؐ
نے فرمایا ہے (الفقر فخری) (حدیث شریف)

۳۔ اس یعنی علی کے سوا کسی سے بھی امداد کے طالب نہیں جاہل ہوں یا عقلمند
اس بارے میں سب کا عقیدہ کیساں ہے۔

۴۔ چونکہ موت اور زندگی تک اس کی قدرت میں یقین کرتے ہیں۔ اسی لئے ہی تو
ہمیشہ یہ احمق ان سے طالب امداد رکھتے ہیں۔ و علی وہ ہے جو حیات کو تقسیم کرتا
ہے۔ (مواظف حسنہ شیخ عبدالحی رافضی) ۵

جوں ایں جہاں فنا شود علی فناش میکند
قیامت ہر چا شود علی بپاش میکند
کہ دست دست ادب و دے خلش میکند
وہاد میت اذہ میت بتو فاش میکند
کہ دوست دست کردگا دست میں داوڑا
دیوان و خللی

ہر ایک رافضی اس کو مشکلات اور حاجت روائی جانتا ہے۔ اس کی قوت کو
خال کی قوت جن اور ان انوں کا ہادی جانتے ہیں۔ حالانکہ مشکلات حقیقی صرف
قات خداوندی ہے۔ حسب ارشاد آبی دو ان یسٹ اللہ بضہ فلا کاشف
لا الہ۔ بلکہ وہ خود مشکلات کے نرغہ میں تھا۔ جس پر کام کتب رافضہ متفق ہیں
لاحظہ ہوں۔ کافی۔ مجالس المؤمنین شومتری۔ احقاق الحق۔ وغیرہ۔

دو جہاں کا عالم الغیب ابر قسم املد وہی کا مرکز اور رزق کو تمام مخلوق خدا پر تقسیم کر دیا
اور خدا کا ہاتھ ہے۔ دجیب عالم الغیب کہ اپنے گھر کا پتہ نہیں۔ ملاحظہ ہو کافی۔
رزق پر ہو کل پھر بھی اس کے کرپڑوں فرزند ان در بدر دوسروں کے دست نگر۔ خدا
کا ہاتھ پھر بھی پنجہ جنگ صفین میں ناکامی اس کے ساتھ الغرض ایسے بے بنیاد
تصریحوں سے فائدہ کیا۔

۱۔ جس نبی یا رسول نے علی سے ذرہ بھی سرتابی کی وہ فوراً ہی سزایاب ہوا ہے۔ اس
قسم کے شان و شوکت اور جلال و کمال پر چھوٹے بڑے سب کے آئے ہیں مثلاً
آدم علیہ السلام کا اخراج از جنت۔ اویونس نبی کا شکم ماہی میں مقید ہونا۔ اور
موسیٰ علیہ السلام کا صاعقہ سے بیہوش ہو کر گرنا۔ یہ سب علی رافضہ ایندمنز کے پھلت
سزایاب ہوئے

۲۔ ایسے ایسے کفریات پیغمبروں کی توہین اور خدائے صفات پر بھی نہ کافر نہ مشرک بلکہ
سب سے اول درجے کے مسلمان۔

۳۔ الغرض ان لغویات اور بیہودہ گوئی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ زبانی خدا کا ان
کیونکر محبوب الخواص ہو گئے ہیں۔

۴۔ اس بزرگان اور فہرہ پرداز گروہ نے در حقیقت تمام دنیا شرک وغیرہ مناسی
کا ایک قیامت برپا کر دیا ہے۔

۵۔ خلا میں کہتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام جو آسمان دنیا سے اوپر تھکن اور فائز المرام ہیں
مضجوں کے خیالی اور موقوف علی علی کے مرتبہ عالیہ اور شہید مائے نامتناہیہ کے

ہزار دین حصہ کو بھی اگر پہنچ جائے۔ تو ان کو شکر کرنا چاہیے۔ کیاس میں کوئی شک ہے۔ یا جو کچھ میں نے چند سطروں میں بیان کیا شیطان سے انکار کر سکتے ہیں۔ اگر انکار ہے تو چاہیے کہ سادات اور مجتہدین غالی کیلئے الفاظ میں میرے عائد کردہ الزامات کا انکار کر کے علی الاعلان مشتہر کر دیں۔ کہ بنگشی کی یہ ساری باتوں من گھڑت اور منہ پر برکشی ہیں۔ ورنہ بصورت الزامات عائدہ وہ اپنے عقائد کو عیسائیوں سے بہتر ثابت کر نیکی لئے تمانت سے قلم اٹھائیں۔ ورنہ ایڈیٹر و نجف ابن جعفر بخاری کی طرح بجائے ہنگوی صادق (گہوی منافق) کہنے سے گلو خلاصی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ گہوی صفت میں تو ان کے ابا و اجداد حتیٰ کہ امہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ البتہ منافق تو یہ صفت خاص قدامت انل نے صرف ان لوگوں کو حصہ میں دیا ہے۔ جو تقیہ کے متقد بلکہ ان کا دین ہے۔ کہ دورنگ و دو زبان ہیں۔ ظاہری زبان پر کچھ اور ہے۔ لیکن باطن میں خفیہ کچھ اور۔ اس بارہ میں میل دل تو نہایت بسط اور تفصیل سے کچھ لکھنا چاہتا ہے۔ مگر مضمون کی طوالت اجازت نہیں دیتا۔ الحاصل ایسے ایسے عقائد فاسدہ کے موجودگی میں جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہر جگہ مسلمانوں کیساتھ بصورت مباہنتہ و مناظرہ بروز ازمایں۔ تو مجھے بے سافہ نفسی آتی ہے۔ کیونکہ ان کو چاہیے تھا کہ ہندو اور عیسائیوں کیساتھ اپنے مشرکہ عقائد میں بحث کر کے اپنے عقائد کو ترجیح دیتے۔ کہاں مسلمان تابع قرآن و کتب ان میں شیعیان اعدائے ایمان اگر ہم سے دریافت ہو کہ تمہارے سنیوں کا علی کون ہے تو ہم نہایت صاف اور غیر مبہم الفاظ میں ان پر واضح کر دیں (کہ ہمارا علی) تو مومن کامل اور خدا کا محبوب اور ولی ہے۔ جنت کی بشارت اور بیعت الرضوان میں داخل ہے۔ نہ پیغمبر علیہ السلام کا وصی تھا۔ اور نہ کوئی وصیت نامہ اس کے لئے نازل ہوا تھا۔ نہ اس نے قرآن کو چھپایا نہ کسی آیت کو اور نہ تنبیہ احکام خدا و رسول میں کبھی ممانعت کی وہ رسول خدا کے صرف رشتہ داری سے قابل عزت نہیں۔ بلکہ اپنے افعال صالحہ و اعمال حسنہ سے مقبول بارگاہ اور خالصانِ خدا میں سے بن گیا تھا۔

وہ اس علی کا گردن مار کر دنیا کو اس کے وجود ناموجود سے صاف کر دیتے جس کا ذکر کافی کتاب فضل القرآن کے صفحہ ۷۶۱ پر کیا کتاب المروءۃ کے صفحہ ۲۹۹ میں درج ہے۔ اور دنیا نے شیخ کو تنہا ہوتا کرتے معین خباثت نے میرے نام سے امت محمدیہ کو کیوں پھلارکھا ہے۔ نام سے کیا عارضہ غرض کام سے ہے دیکھو پادری محمد عبداللہ آفتم باوجود رسول خدا کے نام رکھنے کے عیسائی اور آدم جی پارمی ہے علی ہذا القیاس وہ ہم سے زیادہ پھٹکا رہیوتا۔ اور نیز آنحضرت واقعی اسد اللہ کے خطاب سے مخاطب تھا۔ لیکن اسد اللہ الغالب جو اکثر خطبوں میں پڑھا جا رہا ہے اس میں غالب کا اضافت اللہ کی طرف ہے۔ اور شیعہ المائس وصف خاصہ البیتہ کبچکم (علی کل فی قدیں) غالب علی کل غالب ہے۔ حضرت علی کی طرف بھرا ہے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے جو جنگ صفین سے بالکل روز روشن سے بھی روشن ہے۔ البیتہ ابی طالب کے ساتھ بطور تافہ منظر العجائب غالب علی کل غالب شاید موزون نہ ہو گا۔ وہ دوزبان منافق نقیہ باز تھا۔ بلکہ دحجاء بینہم کا پورا پورا مصداق تھا۔ رضاعیوں اور رافضیوں کا خود اختہ ید اللہ اور بد زبان، لاعن و طاعن اس کے ساتھ راقم مضمون ہذا اہل سنت غلام احمد خان بنگشی کا اس قدر رغبت اور محبت ہے۔ جس قدر رافضہ کو اصحاب ثلاثہ اور عجلہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہے (والسلام علی المؤمنین فقط از ہنگو ضلع کوٹاٹ)

تذکرۃ الفرید علی الشہید

(از ناظم انجمن مؤید الاسلام بہاول پور)

ریاست بہاول پور کے نام تہاد میزائی جماعتوں کی طرف سے ایک ٹرکیٹ بعنوان خواص بکرتو حید حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور علامے بہاول پور و دیوبند شائع ہو کر شہر بہاول پور و اطراف ریاست تقسیم کیا گیا ہے۔

تہدید میں علماء کو شرمن تحت اویم السماء کا مصداق بنا کر بدترین خلاق ثنابت کیا گیا ہے۔ پھر اشالات فریدی کے دو اقتباس پیش کر کے یہ ثنابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے میرزا صاحب کو مرد صالح اہل السنۃ والجماعت اور صراط مستقیم پر تسلیم فرمایا ہے۔ اور علماء کی تکفیر کو ناپسند فرما کر میرزا صاحب کو ضروریات دین کا غیر منکر فرمایا ہے۔ اور نیز حضرت خواجہ صاحب نے میرزا صاحب کے ایک دشنام وہ منکر کو ڈانٹ کر فرمایا "تعجب کیا ہے کہ یہی میرزا غلام احمد مہدی ہو۔ اگر میرزا صاحب مہدی ہوں تو کون امر مانع ہے۔ (و غیر ذالک) اگرچہ اشالات فریدی کے اقتباسات کی حقیقت حضرت خواجہ غریب نواز کے واقعہ کار و ابستگان عقیدت سے مخفی نہیں۔ مگر عام لوگ جن کو اصل حقیقت سے اطلاع نہیں ان کے لئے ایک گمراہ کن فتنہ کھڑا کیا گیا ہے۔ کہ یہ لوگ یا تو حضرت خواجہ صاحب کے متعلق سو فظی میں مبتلا ہوں۔ یا میرزا کی تکفیر میں مذتب ہوں۔ اس لئے یہ ٹریکیٹ شائع کر کے اصل حقیقت کو واضح کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت خواجہ غریب نواز کا دامن تقدس ان مکر وہ الزامات سے پاک ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نے ایک ایسے شخص کو مرد صالح وغیرہ کہا جو جس نے قرآن۔ حدیث۔ و اجماع امت کا خلاف کر کے حضرت ختمی تاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور میرزا صد سالہ روایات اسلامی کے برخلاف مسیلمہ کذاب۔ اسود غنسی۔ طلحہ۔ وغیرہ دجالوں کذابوں کی سنت کو تازہ کر کے اسلام میں ایک فتنہ عظیم کھڑا کیا ہو۔

میرزا جی کی تکفیر میں علماء بہاول پور دیوبند تنہا نہیں۔ بلکہ دنیا کے اسلام کے تمام علماء حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ شیعہ۔ ائمہ حدیث اور عربی۔ حجازی۔ عراقی۔ شامی۔ مصری۔ ایرانی۔ ترکی۔ تاتاری۔ افغانستانی۔ ہندوستانی نے میرزا جی کو مرتد خارج اند اسلام قرار دیا ہے۔ چنانچہ قادیان کا ترجمان خصوصی الفضل اپنی اشاعت ۱۲۴۱ ارگست ۱۹۳۲ء میں اس کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اور یہ دستور (تکفیر) اس

زمانہ میں ہر فرقہ وادہ ہر ملک کے علماء نے جماعت احمدیہ کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔
 اور خود میرزا جی نے اپنی کتاب انجام آتھم میں اپنے مکفرین و مکذبین علماء و مشائخ ہند
 کی دو طویل فہرستیں دی ہیں۔ مشائخ کی فہرست ریاست بہار و پور کے ہر مقامات
 متبرکہ کے سجادہ نشین صاحبان یعنی حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں
 شریف اور حضرت خواجہ نور محمد صاحب سجادہ نشین مہارن شریف اور حضرت مخدوم
 صاحب اویج شریف کے اسماء گرامی سے مرتب ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ
 مشائخ بہار و پور نے ہندوستان کے دیگر مشائخ کی طرح میرزا جی کو کاذب اور
 کافر کہنے میں ناموس شریعت کی حفاظت کا فرض نہ ادا کیا۔ نیز میرزا جی کی تکفیر میں مشائخ
 بہار و پور کا قدم علماء بہار و پور سے سابق ہے۔ علماء بہار و پور نے حق و صداقت کی
 یہ آواز بلند کر کے نہ صرف ناموس شریعت کی حفاظت کی ہے بلکہ مشائخ ریاست
 کی یاد کو تازہ کر دیا ہے

عہد نبوت سے لیکر آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان کی بدولت
 قانون شرعی مرتد خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ معاد
 اقرار میں مسلمہ کذاب اور اسود غشی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ دونوں کو مرتد کیا گیا۔

اسود غشی حضور علیہ السلام کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اور مسلمہ کذاب خلافت صدیقہ
 میں جہنم پہنچایا گیا۔ اسلام کے سیزدہ صد سالہ دور امت میں بیسیوں مدعی نبوت
 آئے۔ علماء و امت نے انہیں کافر قرار دیا۔ اسلامی حکومتوں نے انہیں مرتدین کے احکام
 نافذ کئے مگر کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ کسی نے ان فتاوے کی وجہ سے ان علماء کو بدترین خلاف
 کہا ہو۔ بعینہ میرزا جی نے بھی حضرت ختمی تاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت
 کا دعویٰ کیا۔ تمام علماء نے اس پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ کس قدر عجیب ہے کہ پہلے جو
 نبوت کو کافر کہنے والے تھے تو حدیث شریف علماء امتی کا فیما بین ۲۰ سرائیل کا مصداق
 ہوں۔ اور دو سو سال بعد مدعی نبوت کو کافر کہنے والے علماء کو بدترین خلاف

خطاب دیا جیسے (اے چیلو اچھی است)

ایک غلطی کا ازالہ میراجی اور ان کی امت علماء کفرین کے فتویٰ تکفیر کو بے حقیقت ثابت کرنے کیلئے علماء ہم مشرمن تحت ادیمہ السلام کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ مگر امت میرانیہ پر واضح رہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی امت کے علماء کیلئے علماء امتی کا بنیاد بنی اسرائیل کا ارشاد فرمایا اور جن علماء کو بدترین خلائق فرمایا ہے۔ ان کی اضافت اپنی امت کی طرف نہیں فرمائی۔ بلکہ پیشگوئی کے طور پر اخیر زمانہ میں پیدا ہونے والی ایک جماعت کا ذکر کر کے فرمایا علماء ہم مشرمن تحت ادیمہ السلام پوری حدیث اس طرح پر ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا۔ اسلام کا صرف نام رجا بیگا۔ اور قرآن کے صرف نقوش اور الفاظ باقی ہونگے۔ ان کی مسجدیں ظاہر خوبصورتی سے آراستہ ہونگی مگر ہدایت سے ویران اس قوم کے علماء بدترین خلائق ہونگے۔ انہی سے فتنہ اٹھیکا۔ اور انہی میں لوٹیکا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵) امت میرانیہ کو یہ حدیث بڑھکرت حاصل کرنی چاہیے۔ کہ سرد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیزہ صد سالہ پیشگوئی کس طرح حرف بحرف اتپر سچی آرہی ہے۔ اور یقین رکھنا چاہیے کہ امت محمدیہ کے علماء کا بنیاد بنی اسرائیل کا مصداق ہیں۔ اور نئے فرقہ (امت میرانیہ) کے علماء مشرمن تحت ادیمہ السلام کا موردیں ۷ میں الزام دیکھو دیتا تھا۔ قصور اپنا نکل آیا۔

ختم نبوت :- اللہ تعالیٰ نے آغاز آفرینش انسان سے ارشاد و ہدایت کیلئے تین سلسلے قائم فرمائے ہیں۔

(۱) سلسلہ انبیاء جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔۔۔ ماکان محمد انبا احمد من الہ جال کمد و لاکن رسول اللہ و خاتم النبیین

(۲) سلسلہ صحائف کتب مہدوی جو صحائف آدم سے شروع ہو کر قرآن حکیم پر ختم ہوا۔ (بائی حدیث بعد ک یومنون)

۳، سلسلہ ادیان و شرائع جو حضرت آدم علیہ السلام کے دین سے شروع ہو کر دین محمدی پر ختم ہوا۔ ۲، الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔ ان تینوں سلسلوں کے ختم پر روز اول سے امت محمدیہ کا اجماع چلا آتا ہے۔ دعویٰ نبوت سے پہلے خود میرزا جی کا یہی اعتقاد تھا۔ کہ مدعی نبوت کا فر خارج از اسلام ہے۔ جماعت البشر نے ۱۳ میں ہے۔ ما کان لی ادعی النبوة و اخرج عن الاسلام و الحق بقوم کا فر دین طبعی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو کر کافروں میں جا ملوں۔ قریباً ایک سو آیت دو سو احادیث نبویہ اور کئی ہزار اقوال و آثار سلف صالحین میں مسئلہ ختم نبوت صراحت و دلالت موجود ہے۔ تمام صحابہ کرام و ہاجرین انصار خاندان نبوت ائمہ اہلبیت تابعین ائمہ مجتہدین اولیاء اصفیاء و سلف صالحین خلفائے اسلام تمام مفسرین محدثین فقہاء متکلمین صوفیائے کرام غرض سینزدہ صد سالہ قرون امت کا اتفاق ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائیگا۔ جو شخص حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب و جال مرتد خارج از اسلام ہے حضور علیہ السلام نے آج سے ساڑھے تیر و سو سال پہلے خبر دی تھی۔ کہ تیس کذاب پیدا ہونگے۔ ہر ایک کا دعویٰ ہو گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس وقت ایک گروہ حق پر قائم ہو گا۔

میرزاؤں کو کان کھول کر سننا چاہیئے۔ کہ حضور علیہ السلام نے اس جماعت کو قائم علی الحق قرار دیا جب پر مدعیان نبوت کی ہلاکت آفریں تبلیغ کار اگر نہ ہوگی۔ پس علماء بہا و لیبوز دیوبند بلکہ روئے زمین کے مسلمان جو حقہ میرزا ئیہ سے محفوظ ہیں وہ لاتزال طائفہ ظالمین علی الحق کا مصداق ہے۔

میرزا صاحب کا ادعا ہے نبوت؛۔ میرزا جی کے موجبات کفر بہت ہیں۔ میرزا جی نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی مانند کہا۔ خدا تعالیٰ کے بیٹے کی مانند ہونیکا دعویٰ کیا

خدا تعالیٰ کی عنیت کا قائل ہوا۔ زمین و آسمان اور انسان کے خالق ہونیکا دعویٰ کیا
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنیت بلکہ افضلیت کا دعویٰ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے معجزات کی تعداد تین ہزار اور اپنے معجزات کی شمار دس لاکھ سے زائد
 بتلائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت سخت توہین کی اپنے الہامات کو خدا تعالیٰ کا
 کلام اور قرآن حکیم کی طرح قطعی اور یقینی کہا۔ اپنے منکرین اور مرتدین کو کافر کہا۔ مگر
 اس وقت ہم صرف میرزا جی کے دعوے نبوت اور وحی پر چند حواجات پیش کر کے دکھا
 چاہتے ہیں کہ علامت کے سامنے میرزا جی کی تکفیر کی ایک وجہ اسکا ادعا ہے
 نبوت ہے۔ جس سے نہ میرزا جی انکار کر سکتے ہیں۔ اور نہ ان کی قادیانی جماعت۔
 نبوت کا دعوے۔ اور یہی اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں
 میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا۔ اور اسی نے میرزا نام نبی رکھا۔ حقیقۃً ^{صح} ^{الوحی}
 رسالت کا دعویٰ ہے۔ اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائیگا کہ سچا خدا
 وہی خدا ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۹)

تشریحی نبوت کا دعویٰ۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس
 نے اپنے وحی کے ذریعے سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون
 مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تشریف کی رو سے بھی ہمارے
 مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میرے وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی (اربعین ص ۷۷)
 مرزا جی کی وحی قرآن کی طرح قطعی ہے۔ اور حسب طرح میں قرآن شریف کو
 یقینی اور قطعی طور پر خدا تعالیٰ کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو جو میرے
 پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ (حقیقۃً ^{صح} ^{الوحی} ص ۲۱)
 جس نے مرزا کو قبول بہ حال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ایک
 نہیں کیا وہ مسلمان نہیں شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے
 قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔
 (مقاولے احمدیہ ص ۳۰۸)

اشارات فریدی کے اشارات فریدی کے اقتباسات کے حوالجات
حوالوں کی حقیقت چریش کئے گئے ہیں۔ یہ حوالجات بہ اصول روایت
و روایت یوحنا ذیل صحیح نہیں۔

(۱) اشارات فریدی حضرت خواجہ غریب نواز کی خود اپنی تصنیف نہیں۔ بلکہ میرا
رکن الدین کی تالیف ہے مگر ٹرکیٹ میں اس انداز سے ظاہر کیا گیا ہے کہ دیکھنے
والے کو معلوم ہو کہ حضرت خواجہ صاحب کی خود تصنیف ہے۔ اس سے زیادہ
تعجب یہ ہے کہ خود میرزا جی نے لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے اشارات فریدی کو
خود خواجہ صاحب غریب نواز کی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ چنانچہ حقیقت لوحی ص ۲
میں ہے، "خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں
کا جواب دیا ہے۔"

(۲) اشارات فریدی حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد شائع ہوئی ہے اسکی
صحت کے متعلق خواجہ صاحب کی کوئی تصدیق موجود نہیں قوی شہادتوں سے
ثابت ہے۔ کہ اشارات میں جو مقابیں میرزا صاحب کے متعلق لکھے گئے ہیں۔
یہ مارکن الدین اور اس کے ایک میرزائی دوست کی کارستانی ہے اور اہل عرض
کا سوک اہل اللہ سے یہی چلا آتا ہے۔ چنانچہ علامہ شعرانی اپنی کتاب البیان فی التفسیر
ص ۱۱۱ میں کہتے ہیں۔ شیخ اکبر کی کلام جو ظاہر شریعت کے مخالف ہے۔ وہ خفیہ طریق
پر شیخ کی کلام پر بیٹھوس گئی ہے۔

(۳) صاحب در مختار لکھتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ بعض یہودیوں نے حضرت شیخ
(ابن عربی) قدس سرہ برافتر کیا ہے۔ علی ہذا بزرگان کیساتھ مفسرین کا یہ طریق
قدیم سے چلا آتا ہے۔ اشارات جلد سوم ص ۲۷۷ میں چند واقعات اسی قسم کے
لکھے ہیں ایک جگہ یہ کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ جو لوگ رونق کے
عقائد سے واقف ہیں۔ وہ ان کے دھوکہ میں نہیں آتے۔ حضرت خواجہ صاحب
نے فرمایا کہ جو لوگ تحقیق کی قدرت نہیں رکھتے ایسے آیات کے ذریعہ سے انکو

اور خلافت میں اور ان کے دلوں میں خلیجان پیدا کرتے ہیں۔ پھر قاضی نور اللہ شہرستری کے الحاقات کا ذکر فرمایا۔ پھر اس نے اکابر بزرگان چشتیہ و قادریہ کی طرف ابیات اور اقوال خود ساختہ منسوب کر کے لوگوں کے دلوں میں خلیجان پیدا کر دیا۔ کیا سامان اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اشارات فریدی حصہ سوم پر حضرت خواجہ غریب نواز کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد بخش صاحب علیہ الرحمۃ کا اجازت نامہ لکھا ہوا ہے۔ مگر معتبر شہادتوں سے ثابت ہے کہ جب کتاب شائع ہوئی اور میرزا جی کے متعلق افتراء مقابیس کا ملاحظہ کیا۔ تو حضرت خواجہ محمد بخش صاحب سخت ناراض ہوئے۔ اور علانیہ فرماتے رہے کہ ملاں رکن الدین کی بے ایمانی ہے اور اس نے اس افتراءات کی وجہ سے اپنی آخرت برباد کی ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب علیہ الرحمۃ سے اگر واقع میں اجازت لی گئی تھی۔ تو میرزا جی کے مقابیس ان سے پوشیدہ رکھے گئے تھے۔ یا غلباً بعد میں الحاق کئے گئے ہیں۔

دہم، اشارات فریدی کے اقتباسات کے برخلاف میرزا جی کا اپنا بیان انجام آتھم میں موجود ہے۔ اور میرزا جی حضرت خواجہ غریب نواز غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اس فہرست میں درج کیا ہے۔ جو میرزا جی کو کاذب یا کافر کہتے ہیں جب خود میرزا جی کا اقرار موجود ہے۔ اور اس کے برخلاف ملاں رکن الدین کی کتاب کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

(۵) ملاں رکن الدین کے متعلق مشہور ہے کہ اس کو مولوی غلام احمد اختر جو ریاست میں مذہب حیرانانہ کا مبلغ ہے۔ مبلغ غلام احمد دیا کرتا تھا۔ جیسا کہ شہادت ۵۰ و ۵۱ سے واضح ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ملاں رکن الدین نے حضرت خواجہ غریب نواز پر میرزا جی کے متعلق افتراء کئے ہیں۔ یہ حق و طیفہ خواری اور کیا ہے اس کو واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اشارات فریدی کا حصہ اول و دوم میرزا جی کے ذکر سے بالکل خالی

ہے۔ حصہ سوم کا حجب و طلیف غوار ہوا بہت سادہ میرزا جی کی صفائی اور اس طرح وٹنا میں ہے۔ اور میرزا جی کے ۱۰۱۰ صفحے کے خطوط پر ان کے جوابات بجنسہ درج ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اطراف و اکناف کے مشائخ کرام و علماء عظام دروسا کبار کی خط و کتابت رہتی تھی۔ مگر اشارات فریدی میں کسی عالم بزرگ۔ رئیس کے خطوط بجنسہ نقل نہیں۔ بہر میرزا جی کے خطوط میں کوئی جو اسے لکھے ہوئے تھے کیونکہ حضرت صاحب علاوہ شیخ کامل ہونے کے بہت بڑے متبحر عالم اور فاضل اجل تھے۔ ختم نبوت کے دلائل و نصوص طبعیہ حضرت کے سامنے تھے۔ خود اشارات فریدی میں متعدد جگہ ختم نبوت کی تصریح ہے چنانچہ اشارات فریدی حصہ سوم میں ہے۔ پس دائرہ نبوت برآں حضرت سرور کائنات مقرر موجودات ختم شد۔ علیٰ ہذا اشارات فریدی حصہ ۳ میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ سے مدعی نبوت مسئلہ کذاب کے متعلق سوال کیا کہ مسئلہ مسلمان است یا نے حضرت حضور خواجہ البقار اللہ تعالیٰ بیا قیہ فرمودند کہ دے کافر۔ اکفر است ازاں سبب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کذاب لقب فرمودہ اند اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جو شخص حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت ہو وہ حضرت خواجہ صاحب کے نزدیک کافر و اکفر ہے جیسا کہ اسپر سیزدہ صدارۃ اجماع امت ہے۔ چنانچہ شہادت عطا سے ظاہر ہے کہ جب حضرت خواجہ صاحب پچہ کا دعویٰ نبوت آیا۔ تو میرزا جی کو کافر فرمایا۔

(۷) حضرت خواجہ عزیز نواز میرزا بھی مولف اشارات فریدی کا فتراسے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا اگر میرزا صاحب مہدی ہوں تو کون امر مانگے کیونکہ اشارات فریدی حصہ دوم ص ۱۱ میں امام مہدی کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی تصریح موجود ہے کہ عقیدہ اہل سنت و الجماعۃ آنست کہ قائم آل رسول خدا بود۔ شخصے خواب بود از اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ در آخر زمان تولد نماید۔ پس حوالہ سے ظاہر ہے کہ اہل سنت و الجماعت کا یہ عقیدہ کہ امام مہدی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہونگے

نہ کہ حضرت خواجہ صاحب کی تائید اور چنانچہ اشارات فریدی میں ص ۱۱ میں صراحت ہے کہ میرزا جی کو کافر فرمایا۔

اور میرزا صاحب قوم کے مغل ہیں۔ سید نہیں جیسا کہ میرزا کا لقب شاہد ہے۔
 پس یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ یہ
 بیان فرمادیں کہ امام مہدیؑ ہوگا۔ السنۃ والجماعت کے عقیدہ کے برخلاف
 ایک شخص قوم مغل کے حق میں فرمادیں اگر میرزا صاحب مہدی ہوں تو کون امر مانع
 ہے۔ (انہذا لا بہتان عظیم)

نیز حضرت خواجہ صاحب پر یہ بھی افتراء ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک حدیث
 میں آیا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہے کیونکہ اشارت فریدی حصہ ۱۱ میں
 ہے کہ ایک فرقہ اس طرف گیا ہے کہ مہدی آخر الزمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 ہیں۔ یہ رعایت نہایت درجہ کی ضعیف ہے۔ اس لئے کہ بہت سے صحیح اور
 متواتر حدیثوں میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ وعلیہ وسلم سے ثابت
 ہے کہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کے پیچھے نماز
 پڑھیں گے۔ اور تمام قابلِ تقدیر بزرگوں کا اس پر اتفاق ہے۔ اس سے ظاہر ہے
 کہ حضرت خواجہ صاحب کے نزدیک امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے ایک
 ہونے کی حدیث نہایت درجہ کی ضعیف ہے قابلِ حجت نہیں۔ اور صحیح حدیث
 سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدیؑ دو جدا گانہ ہستیوں
 ہیں اور اس پر تمام واجبِ القدر بزرگوں کا اتفاق ہے۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا
 ہے کہ حضرت خواجہ صاحب احادیث متواتر صحیحہ کو چھوڑ کر ایک ضعیف حدیث
 جس کا غایت درجہ کا ضعف بھی منکشف ہو چکا ہے۔ کیا بطور استدلال
 پیش فرمادیں۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اشارت فریدی حصہ دوم کے
 وقت میاں رکن الدین وظیفہ خوار میرزا کیسے نہیں تھا۔ مگر جب سے وظیفہ مقرر
 ہوا۔ تو اشارت فریدی حصہ سوم میں مرزا جی کی تائید میں بہت ناچائز اقوال
 حضرت خواجہ کی طرف منسوب کر کے حق وظیفہ خوار کی لاد کیا ہے۔ اتنا بھی نہیں
 سوچا کہ ان تائیدات کے برخلاف اشارت فریدی حصہ دوم میں تصریح کیا

موجود ہیں۔ مگر کون صحیح ہے کہ ہر دین کو حافظہ نباشد۔

(۸) حضرت خواجہ صاحب کے خلفائے ملازمین صحبت اور حلقہ بگوشاں عقیدت کے شہادتوں سے ثابت ہے کہ شائستگی فریدی میں مقابلیں میں میرزا جی کی تائید ہے۔ یہ یطمن الدین کی افترات ہیں۔ ان کا اقتساب صحیح نہیں۔ الغرض میرزا جی کا خود معمول تھا کہ لائی کا پہاڑ بنا کر خواہ مخواہ اپنی تائید کا سامان بنایا کرتا تھا۔ آج اس کی اہمیت بھی اشارات فریدی کے افترائی اور الحاقی اقتباسات کو میرزا جی کی تائید میں پیش کر رہے ہیں۔ فقہ ماقیل

انما کان الضراب دلیل قوم : سیدہم سبیل لہما لکن

ویل میں بن ستن اور معتبر شہادتوں کو مدح کیا جاتا ہے جن سے ثابت ہے کہ شائستگی فریدی میں جو کچھ میرزا جی کے متعلق مدح ہے یہ میاں دکن الدین کا اقترا ہے

۱۰ شہادت علی حضرت خواجہ احمد شریعت واقف غوامص طریقت حضرت خواجہ فیض احمد صاحب عبادہ نشین چاچران شریف مدظلہ العالی حضرت شیخ الجامعہ صاحب نے کوٹ مٹھن شریف حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہو کر اقتباسات اشارات فریدی کے متعلق دریافت فرمایا۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے فرمایا کہ میرے سامنے مولوی امام بخش صاحب فریدی جامپوری۔ مولوی محمد یار صاحب ساکن گڑھی اختیارقان۔ مولوی مسیح احمد صاحب ساکن کھن پلہ اور حیاں اللہ بخش صاحب خلیفہ ساکن چاچران شریف نے بطور شہادہ بیان کیا۔ کہ حضرت عزیز نواز خواجہ محمد بخش صاحب نازک نے ارشاد فرمایا تھا کہ میاں دکن الدین نے لغو شریف (اشارات فریدی) جمع کر کے اپنی نجات کا اچھا سامان کیا تھا مگر میرزا غلام احمد دیوبانی کے متعلق جو افترات مدح کئے ہیں۔ اپنی محنت بھی لایکاں کی ہے۔ اور حضرت بھی خراب کی ہے۔

نوٹ :- حضرت صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے حضرت شیخ الجامعہ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اس بیان کو میری طرف سے شائع کر دیوں۔

(۲) شہادت عارف کامل حضرت خواجہ ہوت محمد صاحب سجادہ نشین شیدائی شریف۔ میں نے بارہا حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کی زبانی سنا کہ یہ میرزا جی) تو کافر ہے۔ اور میں بھی اس کو کافر جانتا ہوں مجھے علماء اہل السنۃ والجماعت سے اتفاق ہے۔

(۳) شہادت حضرت خواجہ عبدالقادر صاحب خلع حضرت عارف کامل خواجہ فضل حق صاحب مرحوم سجادہ نشین منگھیران شریف نیازمند کے والد ماجد حضرت خواجہ فضل حق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور حاجی المحرمین الشیعین کے خاص غلامان میں سے تھے۔ اور حضرت مجدد روح الشان کی نظر و کرم کے سبب سے زیادہ ممتاز تھے۔ اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ حضرت کی جناب میں گزارا ہے۔ نیازمند نے ان کی زبان مبارک سے متعدد دفعہ سنا ہے کہ یہ خط جو مفوظ شریف (اشارتاً فریدی) میں درج ہے۔ یہ محض الحاقی اور افتراء ہے۔ جو منشی رکن الدین نے لکھا ہے منشی رکن الدین جیس نے مفوظ شریف کی کتابت کا کام انجام دیا ہے۔ اور اپنے آپ کو حضرت کا معتقد ظاہر کرتا تھا۔ دراصل میرزا جی تھا۔ اور ان کی طرف سے اسی کا نام ماٹا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے حضرت اقدس کی طرف سے میرزا صاحب کی تائید کر لے لیکن جب کوشش کے باوجود کی طرح کامیاب نہ ہو سکا تو مفوظ شریف کی طباعت کیوقت اس کا الحاق کر دیا۔ جو بالکل غلط اور افتراء ہے حضرت کی جناب سے کوئی خط و کتابت میرزا جی سے نہیں ہوئی۔ بلکہ نیازمند کے والد ماجد فرماتے تھے کہ منشی رکن الدین نے مفوظ شریف کی کتابت سے جو سعادت یا ثواب حاصل کیا تھا۔ وہ سب حضرت کی نسبت اس افتراء باندھنے سے ضائع کر دیا ہے۔ خداوند کریم کی جناب میں کیا جواب دیگا۔

(۴) شہادت حضرت خواجہ نواز محمد صاحب سجادہ نشین فرید آباد خلیفہ حضرت خواجہ

غریب نواز قدس سرہ۔ اشارات فریدی کے مصنف مولوی رکن الدین کو حضرت خلیفہ اعظم شیخ اشوبخ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب نازک قطب موار قدس سرہ نے بوجہ غلط تائید میرزا کے اچھا نہیں سمجھا۔ میرزا کے متعلق جو باتیں اشارات فریدی میں درج ہیں۔ ان کو نکال دینے کا امر فرمایا تھا۔

۱۔ شہادت فاضل اہل مولانا میرزا محمد صاحب ساکن کھن سیک تحصیل خانپور ریاست بہاولپور بمقام مفتی یار محمد غلام حاضر باش میرے شیخ علیہ الرحمۃ نے ذکر فرمایا کہ جبوقت غلام دستگیر وغیرہ ویرانہ میں حضرت صاحب سے یہ عرض کیا کہ علماء ہندوستان میرزا صاحب مثنیٰ کی تکفیر پر متفق ہیں۔ آپ نے بعد صراحت کیوں تحریر فرمایا۔ ساتھ ہی اس کے کلمات شدید بھی سنائے آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں۔ میری طرف سے غلام احمد اختر ناز صاحب سے خط و کتابت کرتا رہتا ہے۔ شاید یہ لفظ بھی لکھ دیا ہو مولوی محمد یار خلیفہ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب مولوی امام بخش صاحب جہام پوری۔ و مفتی الشہر بخش صاحب خلیفہ شیخی دسندی حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ والاعتراف کوئی بار مجھے ذکر کیا کہ میرزا صاحب کے متعلق جتنے خطوط و ملفوظات اشارات فریدی میں مندرج ہیں۔ سب ہی غلام احمد اختر مولوی رکن الدین مولف اشارات کی سازش کا نتیجہ ہے جس کو احسان کے حضرت نازک صاحب نے بوقت طبع اشارات فرمایا تھا۔ کہ یہ کلمات نکال دئے جائیں۔ بلکہ خلیفہ الشہر بخش نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ مولوی رکن الدین کہ مبلغ غلام سرور پے مایوار خواجہ مولوی غلام اختر دیتا تھا۔ یہ چار صاحبان مولوی اب بھی زندہ ہیں۔

۲۔ شہادت مولفی با صفا حضرت میاں بخش صاحب ساکن چاچران شریف خلیفہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ پر ہونا کہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مولوی رکن الدین نے میرزا کے متعلق جو الفاظ لکھے ہیں۔ اس میں بہت بے ایمانی ہے۔ اور میں نے لوگوں سے یہ بھی سنا ہے۔ کہ مولوی رکن الدین کو مولوی غلام احمد اختر دس روپیہ مایوار دیا کرتا تھا۔

بعض نے حضرت مولانا محمد بخش صاحب نازک سے

خوشی اور رنج کے موقع

(از جناب مولوی محمد دین صاحب)

خوشی اور رنج کی نسبت فقرا۔ صلیا یعنی سالکان راہ حقیقت کا فیصلہ ہے۔ کہ دنیا کی خوشی نہ حقیقت میں خوشی کہلانے کے لائق ہے۔ اور نہ رنج رنج کہلانے کے لائق۔ اگرچہ بھولا بھلا انسان دنیا کی خوشی اور رنج کو ایسا محسوس کرتا ہے۔ کہ ان کے پہنچنے پر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ نہ خوشی کی بوقت کپڑوں میں پھوٹا سما سکتا ہے۔ اور نہ رنج میں صبر سے کام لے سکتا ہے۔ مگر بزرگان دین کا کہنا کہ دنیا کی خوشی اور رنج کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ خالی از حکمت نہیں۔ شیخ سعدی رحم فرماتے ہیں۔

ایں ہمہ یح است چوں می گزرد بخت و تخت و اہر نہی دیگر و اہر
حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

غرض دنیا کے خوشی اور رنج گزر جانے والی چیزیں ہیں۔ اس واسطے نہ ان پر زیادہ بھروسہ کرنا چاہیے۔ نہ بے رحمیہ ہونا چاہیے۔ بلکہ ہر حالت میں شکر و صبر سے کام لیتے ہوئے راضی و رضا میں موصوف ہونا مناسب ہے جو سدھری طبیعت کیلئے کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ جو یاد خدا میں محو ہو۔ یا جس کی عادت ذکر میں مشغول رہنے کی ہو۔ اب یہ دیکھو کہ دنیا کے خوشی اور رنج پیدا کس طرح ہوتے ہیں۔ بعض وقت تو زمانے کی عادت مستمرہ کے مطابق لاحق حال ہو جاتے ہیں۔ یعنی اتفاقیہ انسان کسی بلا میں پھنس جاتا ہے۔ یا کسی طرف سے اچانک خوشی کی خبر پہنچتی ہے جس سے انسان پہلے ناواقف ہوتا ہے۔ اور بعض خود انی حرکات ان میں پھنسا دیتی ہیں۔ انسان تو ہمیشہ اپنی طرف سے خوش رہنے کیلئے ہی۔ جدوجہد کرتا رہتا ہے اور فرصت اور راحت عیش و عشرت کے سامان مہیا کرنے میں فکر اس کے لاحق حال رہتی ہے۔ مگر رنج جو اس کی تاک لگائے بیٹھا ہوتا ہے۔ وہ اچانک اس کو آ دباتا ہے۔ اور بعض

انسان خود ایسے کام جان بوجھ کر یا بے وقوفی اور لاعلمی سے کر بیٹھتا ہے۔ جو اس کیلئے جلدی یا دیر میں رنج کا باعث بنتے ہیں کیونکہ خداوند کریم نے رنج پہنچنے کا سبب ہمارے ہی اعمال کو گردانا ہے۔ خواہ دنیا میں ہوں یا عاقبت میں اور

ما اصاب من مصیبة الا بکسبت ایدھا ہم اسکی شاہد ہے۔ خداوند کریم ظالم نہیں ہیں اگرچہ اپنی مرضی سے جو کچھ چاہیں کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ شروع پیدائش میں ہی مادر زاد اندھا یا بہا یا لنگڑا یا کسی اور صورت میں پیدا ہوتا۔ جو انسانی اختیارات سے باہر ہے۔ پہلا ہونیکے بعد جو کچھ انسان کرتا ہے اس کا نتیجہ بھوگتا ہے۔ دنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی خواہ وہ ان سے بے خبر ہو۔ کہ یہ تکلیف کسی نافرمانی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے استغفار پڑھنے والا اور پڑھتے رہنے والا شخص امن میں رہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ التشریح شانہ اس کی عمل کی حالت کا اندازہ کرتے ہوں۔ اس کے استغفار کو منظور فرمائے جاویں۔ اور اگر وہ استغفار بشیر فی یا بیحیائی پر مامون ہو۔ یعنی باوجود استغفار کرنے کے پھر بھی انسان ویسے کاموں میں پھنسا ہوا ہو۔ تو وہ استغفار کے کام نہیں آتا۔ استغفار ہر حالت باعث بخشش ہے۔ اور باعث حاصل کرنے دھمت الہی بخیریر مطلب صوف اس وقت یہ ہے کہ خوشی اور رنج جو انسان کی اپنی اختیار میں ہے۔ اس میں یہ مختار ہوتا ہوا۔ اسی طرح جو اس سے کام لے۔ کہ باعث عقاب الہی نہ ہو کسی خبر پر خوش ہوتا۔ یا کسی خبر پر رنج ظاہر کرنا چاہے اپنے اختیار میں ہے۔ اور ہم اپنے ماتحتوں اپنی زیر نگرانی کام کر نیوالوں۔ شاگردوں۔ بال بچوں پر۔ اپنی محنت پر رنج ظاہر کرتے ہیں۔ اور بعض وقت خوف ہو کر ان پر مہربان ہوتے ہوئے ان کو انعام سے مالا مال کرتے ہیں۔ گھری عورت اگر فرما سا کھانا بنا کر پکا لے۔ یا مرضی کے مطابق کام نہ کرے۔ تو ہم لال پیلیے ہوتے ہوئے اس کو بعض وقت طلاق دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اپنا لڑکا خلاف طبیعت کام کرے۔ یا شاگرد شرارت کرے

کوئی زیر نگینی کام کرنا والا یا ماتحت خلاف مرضی کوئی کام کرے تو سخت ناراض ہوتے
 ہیں۔ مگر حبیب ہمارے اہل سے اپنے کسی شگرد سے جس کی سپردگی ہر طرح سے
 ہمارے سپرد ہے۔ کوئی خلاف شریعت کام کرے۔ نماز نہ پڑھے روزہ نہ
 رکھے۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی پرہیزگار نہ کرے۔ محبت اسلامی۔ طلاق اسلامی
 سے بے نیازی ہو۔ اسلام غیر اسلام سے لختھڑا ہوا ہو۔ ان کے دل غیر اللہ
 کی محبت میں پھنسے ہوئے ہوں۔ ہم کبھی ان پر ناراض نہیں ہوتے۔ حالانکہ خداوند
 الیم نے ہمیں ان کی بابت پوچھنا ہے۔ ان کی ہر طرح غور و پرداخت ہمارے
 سامنے ہے۔ ہم بوجہ سردار خانہ ہوئیے یا استاد ہوئیے انکی طرف سے پوچھے جانے
 ہیں۔ خداوند الیم فرماتے ہیں۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ**
نَاكِرًا بِمَا كُنْتُمْ يَافِكِينَ ہمارے غلط فہمیاں ہمیں ایسے امور میں ڈال رہی ہیں۔ کہ ہم کو جہاں
 اپنے رنج کا اظہار کرنا مناسب ہے۔ وہاں نہیں کرتے۔ جہاں اتنی خوشی کا اظہار
 زمانہ مناسب ہے۔ وہاں نہیں کرتے۔ بلکہ غیر موقع پر ان کا استعمال کرتے ہیں۔ اور
 رواہ نہیں کرتے۔ کیوں صرف اس لئے کہ خدا خوف ہمارے شامع ہیں۔
 سنو! میرا کام سنا دینا ہے۔ سو میں نہایت ادب سے التماس کرتا ہوں۔ کہ
 پاپا اماندار نہیں۔ ایمان کے معنی سمجھتے نہیں۔ کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ ایمان
 تحکام محکم کی بات سے ہے۔ چھوٹی چھوٹی نفقہ کی کتابوں میں ہے۔ جو کوئی پوچھے
 تیرا ایمان کھڑا ہے یا بیٹھا۔ تو کہہ کہ اگر میں نے سب حکم خدا و رسول کے مان کر ان
 عمل کیا تو بیٹھا ہوا سمجھ لے اور اگر صرف کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے مسلمان
 ہو کر اور امر و نہی کی پرواہ نہیں کیے۔ تو کھڑا ہوا ہے۔ معلوم نہیں کس وقت چلے جاویں
 صرف فرماتے ہیں۔ ایمان کے شرائط یہ نہیں۔ کہ ایماندار اپنی خوشی و رنج اس بات
 پر منحصر رکھے۔ اور اس سے کوئی وقت نماز یا نیک کام کرنا وقت سستی سے
 اتارے۔ بلکہ سے نکل جائے۔ تو وہ اس قدر بخیر رہے۔ جیسے اس نے دنیا
 کی ساری نعمت کھودی۔ اور اس کو نیک کام کرنے احکام الہی پورا کر نیکی و توفیق

آہی سے موقع نصیب ہو۔ اور اس سے وہ کام ہر انجام پا جائے۔ یا وہ وقت
تہجد کیلئے اور کسی نماز کیلئے محبت دل سے پہنچ جائے تو سمجھے کہ مجھ جیسا خوش
نصیب کوئی نہیں۔ اور اس کو اپنا معمول بنائے جب تو وہ خوشی اور رخ سے
باموقعہ کام لے رہا ہے۔ اور اگر اس نے خوشی اور رخ صرف دنیا نفع و نقصان
تک محدود کیا ہوا ہے۔ تو وہ سخت غلطی میں ہے۔ اور اس کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے
اللہ تعالیٰ سب کو ایسے رخ و خوشی کرے کہ موقع نصیب فرما دے۔
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ط

ضروری گذارش

- ۱۔ صدقات و چرم ہائے قربانی کا بہترین مصرف دار العلوم عزیزیہ بھیرہ کے طلباء ہی
ہو سکتے ہیں۔ ہر چکہ چرم ہائے قربانی جمع کر کے ان کی قیمت ناظم حزب الانصار بھیرہ
کے نام روانہ فرما کر دینی خدمت میں حصہ لیں۔
- ۲۔ جن حضرات کی میعاد خریداری ختم ہو چکی ہے۔ یا جن حضرات کی خدمت میں
بائید قبولیت رسالہ بھیجا جا رہا ہے۔ وہ براہ کرم زچندہ مئی آرڈر کے ذریعہ بہت
جلد ارسال فرمادیں ورنہ رسالہ آئیندہ بذریعہ وی۔ پی ارسال خدمت ہوگا۔

احذار

مارچ کے رسالہ میں برق آسمانی کے ۶ صفحات چھپ چکے ہیں مضامین کی
کثرت کی وجہ سے برق آسمانی کی صرف ایک کاپی اس رسالہ کے ساتھ شائع ہو رہی ہے
اور اس رسالہ میں برق آسمانی ۶ صفحہ سے شروع ہو کر ۱۰۴ صفحہ تک ہے۔ ارادہ ہے کہ
کہ ماہ مئی کے رسالہ میں یکجا تمام کتاب شائع کر دی جائے۔ ممکن ہے کہ ماہ مئی کے رسالہ کی اشاعت میں
ہفتہ عشرہ کی تاخیر ہو جائے اس لئے قارئین کرام مطلع رہیں۔ خاکسار غلام حسین عفی عنہ منجبر

مرزا کا قصیدہ اعجازیہ

ایک غیر مسلمان کے قلم سے

گزشتہ سے پیوستہ
 ۱ فَلَمَّا أَنَا هُمْ سَرَّهْمُ مِنْ تَصَلَّعَ
 ۲ وَقَالَ أَسْتَوَا أَمْرِي فَأَيُّ أَرُوهُمْ
 ۳ وَأَرْضِي لِلثَّامِ إِذَا دَنَا مِنْ أَرْضِهِمْ
 ۴ تَكَلَّمَ كَالْجَلَّافِ مِنْ غَيْرِ فُطْنَةٍ
 ۵ وَإِنْ كُنْتُ فِي شَيْءٍ فَسَلِّ يَا كَذِبِي
 ۶ فَلَمَّا أَلْتَقَى الْجَمْعَانِ لِلْبَحْثِ وَالْعُدَى
 ۷ وَأَوْحَى خَفَّةً شَرَّهْمُ بَعْضُ رُفُقِي
 ۸ فَأَنْزَلَ مِنْ رَبِّ السَّمَاءِ سَكِينَةً
 ۹ وَأَعْطَاهُمْ الرَّحْمَنُ مِنْ قُوَّةِ الْوَعْيِ
 ۱۰ هَكَانَ جَدَلٌ يُطْرَدُ الْقَوْمَ بِالضُّحَى
 وَقَالَ أَفَرَحُوا لِي كَمِي مَظْفَرٌ
 أَخَافُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَفِرُّوا وَيَدْبُرُوا
 عَلَى النَّارِ مَشَاهِمُ وَقَدْ كَانَ يَطِيرُ
 وَيَأْتِيكَ بِالْأَجْبَارِ مَنْ كَانَ يَنْظُرُ
 دَهَائِنَ مَدٍّ وَالْحَقِيقَةَ أَظْهَرَ
 وَلَوْ دَيَّ بَيْنَ النَّاسِ وَالْخَلْقِ أَحْضَرُ
 مَا عَرَفُوا مِنْ خَبَرٍ قَوْمٌ تَتَمَرَّضُوا
 عَلَى صَحْبَتِي وَاللَّهِ قَدْ كَانَ يَنْصُرُ
 وَيَأْتِيهِمْ حُرُوجُ أَمِينٍ فَالْكَشْرُ
 إِلَى خِطَّةٍ أَوْ كَمَى إِلَيْهَا الْمَعَشَرُ

ترجمہ مرزا

پس ثنا اللہ جب ان کے پاس آیا تو لاف زنی سے انکو خوش کر دیا اور کہا کہ تم خوش ہو جاؤ میں بہادر
 اور فتیاب ہوں۔
 اور کہا کہ میرے آئینی بات پوشیدہ رکھو کیسے ان کو تلاش کر رہا ہوں اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ جھگڑ
 نہ جائیں۔
 اور لوگوں کو خوش کیا جب ان کی زمین کے نزدیک ہوا۔ انکو آگ پر چلانا اور بہت خوش ہوا
 اور اس نے کینوں کی طرح بغیر دانائی کے کلام کیا۔ اور نہ کیجئے والوں سے تو غور سن لے گا
 اگر تجھے شک ہے (لے میرے کذب)۔ تو مد کے زمینداروں سے پوچھ لے
 جب دونوں فریق بحث کیلئے جمع ہو گئے۔ اور لوگوں میں منادی کرائی گئی

۷ اور پوشیدہ طور پر میرے بعض رفیقوں کو دل میں خوف تھا۔ کیونکہ قوم کی زندگی انہوں نے معلوم کر لی تھی
۸ پس آسمان سے میرے اصحاب پر باری نازل ہو گئی۔ اور روح القدس ان کو مدد دی پس وہ خوش ہو گئے
۹ اور خدا نے ان کو قوت عطا کی۔ اور خدا مدد کر رہا تھا!!
۱۰ اور لوگ آٹھ بجے کے قریب بحث دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے۔ اس میکسٹرف جی طرف گروہ نے اشارہ کیا تھا
۱۔ اوپر کے دس شعر جن کا ترجمہ خود مرزا کی طبع زاد کاشتیجہ ہے درج کئے گئے ہیں جن میں مناظرہ کا منظر دکھایا گیا ہے کہ

مولوی شمس الدین صاحب بہادروں کی طرح میدان مناظرہ میں آئے اور لوگوں
آگ پر چلایا اور بد معاشوں کی طرح بانیں کیں۔ اور جب فریقین نے مناظرہ شروع
کیا تو میرزا نے کچھ ڈر گئے لیکن تائید ایزدی نے ان کو تسلی بخشی اور وہ مناظرہ ایک
تکلیف میں تھا۔

۲۔ یہ بھی اس شاعری پر سخت حیرت ہے۔ کہ پہلے شعروں میں تو مولوی صاحب کو بھڑیا اور
مچھلی بنایا تھا۔ اور اب ان کو بہادر زہرہ پوش اور بد معاش قرار دیا ہے۔ اور ساتھ
ہی جادو گر بھی ثابت کر دیا ہے کہ لوگوں کو آگ پر چلانے لگے تھے۔ اور مرزا یوں
کو ایسا آدلو چا تھا۔ کہ ان کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔ یہ بندش الفاظ یہ مضمون نگاری
اور یہ تک بندی مرزا کا ہی حصہ تھا۔ ولہذا اگر اس قسم کے اشعار میدانِ مشاعرہ
میں پیش کئے جائیں تو لفظاً لفظاً پر مضحکہ اڑایا جائے۔ مگر افسوس کہ ایسا موقعہ پیش
نہ آیا اور اندھوں میں کانے کو سرداری سوچ گئی۔

۳۔ یہ جو کچھ تھا۔ مفہوم کا خلاصہ تھا۔ اب آپ کو ہم وہ سقم دکھاتے ہیں جو اس شاعری
میں موجود ہیں۔

(۱) پہلے شعر میں سترہم کے بعد افرحاً اور مکی نے شعر کو بے لطف کر دیا ہے۔
(۲) دوسرے شعر میں اذاداً بن ارضہم سے ثابت ہوتا ہے کہ ابھی مولوی صاحب
میں نیچر ہی نہ تھے کہ لوگ راضی ہو گئے تھے۔ اور غصہ چھوڑ دیا تھا۔ مگر راضی کا ذکر
نہیں کیا کہ وہ مولوی صاحب پر کیوں ناراض تھے؟ امیل میرزا نے تسلیم کیا ہے۔

کہ یہ شعر موجودہ صورت میں وزن کی رُوسے غلط ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ
اِذَا بَیْجَا اسْتَحَالَ ہوا ہے۔ کیونکہ واقعہ گذشتہ کیلئے اِذَا مخصوص ہے اور اُمیدہ
کیلئے اِذَا۔ پھر لکھا ہے کہ کاتب نے اِذَا کی بجائے اِذَا لکھ دیا تھا۔ ورنہ مرزا
اسعد جاہل نہ تھا۔ کہ اِذَا کی بجائے اِذَا لکھ دیتا۔ لیکن ہیں اس جماعت سے
تعجب آتا ہے کہ جب مرزا کا قلم ہمیشہ سے ہی غلط نویں ہے تو اس مخدّت کا

کوئی معنی نہیں ہو سکتا۔ بھلا اگر یہ غدر درست تھا۔ تو مین اَرْضِہم کیوں لکھا مَنُضِہم
کیوں نہ لکھا۔ کیا یہ بھی کاتب نے ہی لکھ دیا تھا؟ اور مرزا نے اس کی تصحیح کیوں نہ
کی۔ سہو کاتب نے سارا مصرعہ خراب کر دیا۔ اور مرزا جی کو خبر ہی نہیں شاید اس وقت قوی
کے سرور میں ہونگے۔ اگر ظم بگڑم جو بجا لکھ مارا۔ اور پھر دعویٰ کیا کہ یہ شعر بھی ناقابل
معارضہ ہے۔ ہاں صاحب وہ تو سرے سے شعر ہی نہیں تو معارضہ کون کرے۔

۴۔ اسماعیل نے اس کو اپنے مرشد کے خلاف یوں پڑھا ہے۔ اِذَا دَنَا مَنُضِہم اور
تصحیح وزن کی کوشش کی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ مرزا نے اس کو یوں کیوں
نہیں پڑھا۔ بعد کی تصحیح کس کام آتی ہے۔

”مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید۔ بر رُوسے خود بائید زد۔“ چل
یہ اعتراض ہمیشہ کیلئے قائم ہے کہ مرزا نے یہ مصرعہ عربیت اور عروض کی رُوسے بالکل
غلط لکھا ہے۔ ورنہ اسماعیل کو تصحیح کی ضرورت نہ پڑتی۔

۵۔ جلف اور فطنۃ اثبات میں وہ لطف پیدا کرتے ہیں۔ کہ نفی کی صورت میں
وہ تکلف پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ بد محاش وہی ہوتا ہے۔ جو فطین بھی ہو۔

۶۔ دہر بلید کیا بد محاشی کر گیا۔ اس لئے مرزا جی یہاں بھی چو کڑی بھول گئے ہیں
یا تیک بالا اخبار میں مخاطب کی تعین نہیں ہے اور مَن کَانَ یَنْظُرُ میں نظر
کی تخصیص نہیں کی۔ کہ وہ منجر کیا دکھینا رہا ہے۔ اگر عام طور پر دیکھا جائے تو اس
کا یہ مفہوم ہوگا۔ کہ دیکھنے والے اندھے کو بتائیں گے۔ مگر وہ اندھا کون؟ اور
بنا کون؟ اس کا کوئی ذکر نہیں۔ ایسے یہ مصرعہ بھی ردی کی ٹوکی میں چھینک

دینے کے قابل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دِیَا تَبَّكَ بِالْاَخْبَارِ مَن لَّمْ يَتَّقِہُ سے

سرمہ کیا تھا۔ مگر نقل راہم عقل باید مصرعہ کا سنیانا س ہی کر دیا۔

۷۔ فَسَلَّ يَا مُكْدِنِي میں مخاطب کی تعین ہے کہ کون کذب تھا۔ اور کیا بات لیجئے
کئے قابل تھی۔ کیا یہی بات کہ مولوی صاحب تو ہادربن آکر میدان مناظرہ میں گئے
ہے تھے۔ اور میرزا نے دُوم دبا کر بھاگنا چاہتے تھے۔ مگر مولوی صاحب نے شیر کی
طرح گھات لگا کر ان کو آہی دبوچا؟“

جب ناظم اپنی کمزوری خود ظاہر کر رہا ہے تو اغیار سے تصدیق کی کیا ضرورت ہے
شاعرانہ انداز کا مقتضاً تو یہ تھا کہ اس مصرعہ سے پہلے ناظم کوئی اپنا کارنامہ دکھاتا
تو پھر رفع شکوک کیلئے اغیار کی تصدیق سونے پر سہاگہ بخاتی۔ الغرض مرزا
جی کو اس موقع پر یاقوتِ بَلاَ اَخْبَار کا استعمال مقتضائے شعر کے خلاف
سوچا ہے اس لئے اس کا محارضہ کرنا گناہ کبیرہ ہوگا۔

۸۔ اَلْخَلْقُ اَحْضَرٌ میں قادیانی عربی کا بروز دکھلایا گیا ہے کہ لوگ حاضر کئے گئے۔
نہیں نہیں۔ مرزا صاحب جب سیانکوٹ میں سیاہ نہیں تھے۔ تو اس وقت کچھ ہی
میں لوگ حاضر کئے جاتے تھے وہ خیال دماغ میں جاگزیں تھا۔ یہاں ظاہر کر دیا۔
ورنہ یہاں پر حکم عدالت سے لوگ حاضر نہیں کئے گئے تھے۔ بلکہ خود حاضر ہوئے تھے
اَلتَّقَى الْجَمَالَ کے بعد اَلْبَحْثِ وَالْوَعْنِ فہم سلیم کے سلسلے ایک کر یہ منظر پیش کرتا ہے
کیونکہ وہ لڑائی کا موقع نہ تھا۔ اور جب مناظرہ تھا تو جنگی اصطلاح کہ دوشکر
آنے سلسلے ہوئے چہ معنی دار وہ؟ حالانکہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ میرزا نے
کیریاں شیر خجاب کی دستبرد سے بھاگ رہی تھیں۔ اب وہ کیسے ہادربن گئیں؟
یہ خوب نکتہ امر ہے۔ کوئی شاعر دیکھ لے تو اس مصرعہ کو ناقابل تصحیح
قرار دیکر وَلَنْ يُصْلِحَ اَلْحَطَا وَمَا اَفْلَسَكَ اللّٰہُ پڑھ کر سارے کے سارے پر
قلم منیخ سے لکیر کر دے۔

۹۔ مَآءِ عَرَفَا میں ایسی بے لطفی پیدا کی ہے کہ عَرَفَا کا مفعول بہ ذکر نہیں کیا۔ شاعر

اور من خبت قوم میں بھی کوئی مناسبت نہیں ہے۔ کیا خبیث چیتے جہاں
ہیں۔ اصل میں مرزا صاحب نے یوں ارادہ کیا تھا کہ لما عرفنا ان القوم
قلد تفسر من خبیثہ۔ مگر مصرعہ میں نہیں باندھ سکا اور خواہ مخواہ اپنی جہاں
کا ثبوت دیا ہے اور اس پر طرفہ کہ تخری اور اعجاز کا دعویٰ ہے۔ ہاں اس
ان البغات بأرضنا تستند مقابہ میں کوئی شاعر مہوتا تو جی کا دودھ
یاد دلادینا۔

۱۰۔ ہم نے تین مقامات کو خط کشیدہ کیا ہے۔ اذ ادنا من ارضہم۔ اوجس خیفۃ
شر۔ او ما الیہا المعشر۔ یہ تینوں فقرے ناظم کے اپنے لکھے ہوئے ہیں اور
ترجمہ شدہ ہیں۔ اور تصحیح شدہ بھی ہیں۔ اب بعد میں پہلے فقرہ کا سہو کا تب سمجھ کر
اذ ادنا من ارضہم پڑھنا۔ اوجس خیفۃ شر میں خیفۃ بالوقف پڑھنا۔ اور
معا علی بن زکریا زحاف تجوی کا غدر پیش کرنا اور بحر طویل میں اس زحاف کی کوئی سند
بھی پیش نہ کرنا۔ اس کے بعد المعشر بے سند پڑھنا ہمیں تین نتیجے تک پہنچاتا ہے
اول یہ کہ پیراں نے پرند۔ مریداں ہے پرانند۔ ناظم نے تو اپنی زندگی میں نہ
ایسے استقام کے رفع کرنے کیلئے کوئی جدوجہد کی اور نہ ہی ایسی تصحیح شائع
کی۔ مگر سوچھی تو اب ایک مرید کو سوچی۔ یہ خوب طرفداری ہے۔

دوم ناظم کو اشاعت اول بلکہ بعد میں بھی یہ مطلق احساس نہ تھا۔ کہ یہ شعر
ساقط الاعتبار ہیں اور جو مرید بعد میں امکانی تصحیح پیش کرے ہیں یہ صاف
اعتراف ہے۔ اس امر کا کہ اس تصحیح کو ضروری نہ سمجھنا تھا۔ اور غلط کو ہی صحیح
سمجھ ہوئے تھا۔ تو گویا مرید اپنے پیر سے علمی محارف میں بڑھ گئے ہیں۔ تو یہ
خوب نبوت ہوئی کہ بنی نیم ملا اور مرید سب سے قبول کرنے والا فن شاعری میں
دخل در محقولات دینے والا۔

سوم ناظم اور مصحح دونوں اس امر سے غافل ہیں کہ جن اشعار کو فرہن سلیم
قبول ہی نہیں کرتا۔ کیا وہ بھی محارصہ کے قابل ہوتے ہیں یا نہیں؟ ان کے

نزدیک صرف یہی کافی ہے۔ کہ کچھ غمت و رنج نہ کھدیا اور معارضہ کی ڈینگ نہ روی۔
 ۱۱۔ نبی کا کلام کبھی فحش آمیز نہیں ہوتا۔ مگر ناظرین پہلی فہرست کے ساتھ ناظم کی
 اس بدزبانی کو بھی شامل کر لیں۔ جو اس نے اشعار پیش کردہ میں کی ہے۔
 کہ مولوی صاحب ثناء اللہ لاف زن (تصلف) بد معاشوں کو خوش کرنے والے
 اور فریق مخالف تمام رؤساء و دو تین قصبہ بد معاش (ارضی اللیام) مولوی صاحب
 بھی مکینہ اور غیر احمدی بھی کہنے۔ (تکلمہ کالاجلا ف) مولوی صاحب اکڑنے
 والے غنڈے (کان یکٹر) مولوی صاحب شعبہ باز اور باقی لوگ بیوقوف
 (علی التار مشاہم) مولوی صاحب شریہ (حذیقہ شریہ) لوگ خبیث
 (خبث قوم) اور درندے (شتر د) ناظرین کے سامنے اشعار ذیل اصل حقیقت پیش کرتے ہیں جس پر ناظم
 قصیدہ بذاتیہ نے پردہ ڈال رکھا ہے۔ ان میں اگر کوئی لفظ سخت و سب
 کیا گیا ہو تو ناظم کی طرح سہو کاتب یا سہو قلم خیال کریں ورنہ یہ ہیں تحری کا دعویٰ
 ہے اور نہ بناء کا۔ تاکہ ہم بھی نبی بننے کا اشتیاق ظاہر کریں۔

قصیدہ ثنائیہ

بجواب قصیدہ بذاتیہ

۱	فَلَمَّا دَنَا مِنْهُمْ ثَفَانَتْ قُوَاهُمْ	وَجَاسَتْ إِلَيْهِمْ نَفْسُهُمْ وَتَضَعُّوا
۲	وَفِي قَعْرِ خَفِضِ الْأَرْضِ غَوْرًا تَخَانَتُوا	وَذَلِكَ مَا كُنَّا نَخَافُ وَنَحْذَرُ
۳	فَأَحْضَرَهُمْ طَوْعًا وَكَرْهًا بَتَاعَهُمْ	مَخَافَةَ أَنْ يَقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَنْفَرُوا
۴	فَقَامَ ثَنَاءُ اللَّهِ لِلْقَوْمِ وَاعْظَا	لِقَوْلِ احْذَرُوا مِنْهُمْ لَقِيَ وَتَشْتَرُوا
۵	لِتَطْهَرُوا مِنْ أَرْضِ الْبَيْتِ رَحِيمٌ قَوْلُهُمْ	عَلَيْكُمْ بِنَظَائِرٍ وَفِيهِ تَدَبَّرُوا
۶	لَا تَهْمُ اتِّبَاعُ مَنْ زَا مَسِيحُهُمْ	وَأَنْتُمْ لَمْ تَدْرُوا وَكَلَّا تَنْصَرُّوا
۷	يَتَّبِعُوا مَنْ زَا وَصَلَتْ قَادِيَانِ	يَحْجُونَهُ إِذْ حَانَ مِضْيِ دَسْمَرُ

۸ وَوَجَّهْنَاهُم مِّنْ أَمْرِ ذَٰلِكَ
۹ نَبِّدْ لَنَا سُلَيْمَانَ كُلِّ مَرَّةٍ
۱۰ وَمَهْذَبُكُمْ مُّخْتَلِفٌ شَرْعٌ فَرِيعٌ
۱۱ كَرِشٌ هُنَّ دَنُظٌ سَابِغَةٌ أَرْضُكُمْ
۱۲ أَنَا الْحَامِدُ الْمَحْمُودُ مَظْهَرُ الْحَمْدِ
۱۳ فَاتَّبَاعُ هُزْأَ حَابِرُونَ بِأَمْرِهِمْ
۱۴ فَقَالُوا عَلَيْنَا أَنْ نُبَارِجَ أَرْضَكُمْ
۱۵ وَأَعْلَنَ مِرْزَا فِي الْقَصِيدَةِ إِنَّهُمْ
۱۶ لَنَا قَوْلُهُ مِرْجَانِي فِي رَهْمِ
۱۷ أَقُولُ مَعَاذَ اللَّهِ هُزْأَ مَنَاشِدًا
۱۸ وَلَا بَهْلًا قَالَ تَطْمَأَنَّ بِشِعْرِهِ
۱۹ تَحْسَسْ صَحْبِي مِنْ خِفَّةِ شَرِّهِمْ

حَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَا الْفَخْرُ
بِأَيَّامِ الدَّهْرِ لَا أَنَا الْفَخْرُ
وَمَعْرُومٌ شَرَحَ اللَّهُ أَدَمَ اسْمِي
وَجِي سَنَكْ بَحَادِرُ وَالْوَلِيُّ الْفَقِيرُ
نَبِيُّ رَسُولِ خَاتَمٍ وَ سَلَكُنَا
وَلَكُمُ يَبْقَى التَّلَاسِي إِلَّا التَّخَاتُرُ
لَا نَكْمُ أَفْضَحْتُمُونَا فَاذْكُرُوا
لَقَدْ أَوْجَسُوا مِنْ خِفَّةِ فَخْرِي
فَكَيْفَ لَنَا التَّرْدِيدُ أَمْ كَيْفَ تَنْكُرُ
لِنُظْمِ الْقَوَائِي أَنَّ ذَلِكَ اشْعَرُ
ذُنَادَاكَ مِنْ أَرْضِ لَهْمٍ فَتَبَشِّرْنَا
فَاتَّجَاهُوا مِنْهُ مِنَ الْقَوْمِ مَعَشَرًا

ترجمہ مطلب خیر

۱ جب وہ (مولوی ثناء اللہ صاحب) ان کے نزدیک پہنچے۔ تو ان کا کلیجہ منہ کو آگیا۔
۲ اندر زمین گھس کر کہنے لگے کہ ہم اسی بات سے ڈرتے تھے۔ مگر۔
۳ ان کا بعد اروں خواہے نخل ہے انکو کھڑا کری دیا کہ کہیں لوگ یہ فیصلہ کر دیں کہ وہ بھاگ گئے
۴ مولوی ثناء اللہ صاحب کھڑے ہو کر وعظیں کہنے لگے۔ لوگو! ہوشیار ہو جاؤ انکی نجاست سے بچو۔
اور تیار ہو جاؤ۔

۵ کہ ان کو اپنے علاقہ سے نکال کر اپنا علاقہ پاگ کو۔ اور پاک کرنا تمہارا فرض ہے اور انکی کوئی تدبیر سوچو
۶ کیونکہ میرزا کے مرید ہیں اور وہ ان کا میسج ہے۔ اسلئے یہ لوگ مرتد اور عیسائی بن گئے ہیں
۷ ان کا بھی تو مرزا ہے اور ان کا مکہ قادیان ہے۔ دسمبر کے آخیر و اں حج کرتے ہیں
۸ اس کا الہام ان کیلئے وحی الہی ہے اور اس کا قول حدیث رسول ہے اور یہ خیال خالص ہے
۹ ان کا پیر ہر دفعہ نیا روپ بدلتا ہے۔ کہ امام الزمان ہوں اور یہ قول فخریہ نہیں۔

۱۰ اور مہدی ہوں اور شریعت اسلامیہ تبدیل کرنا میرا فرض ہے۔ میں مریم ہوں۔ میں مسیح ہوں
میں گادوم ہوں اور میں کالا مسیح ہوں۔

۱۱ سنڈوؤں کا کرشن ہوں۔ سکھوں کا چٹیا ہوں جسے سنگھ بہادر ہوں۔ ولی ہوں اور چٹیا ہوں

۱۲ حامد ہوں محمود ہوں منظر احمدی ہوں بنی ہوں رسول ہوں خاتم الخلفاء ہوں اوسکندر ہوں

۱۳ مرزائی حیران رہ گئے اور پردہ ڈالنے کے لئے سولے بہانے کچھ نہ رہا

۱۴ تو کہنے لگے کہ ہم یہاں سے جاتے ہیں کیونکہ تم نے ہمیں بے عزت کیا ہے یہ کہہ کر چلے گئے

۱۵ مرزاجی نے اپنے قصیدہ میں اعلان کر دیا کہ انہوں نے کچھ خوف محسوس کیا اور حیران ہو گئے

۱۶ ہمیں قول مرزا ہی کافی دلیل ہے کہ وہ بھاگ گئے۔ اور ہم اسکی تردید یا انکار کیسے کر سکتے ہیں

۱۷ میں کہتا ہوں کہ معاذ اللہ مرزاجی شاعر ہیں یا بڑے شر گو ہیں۔

۱۸ نہیں تو انہوں نے یوں کیوں نہ کہا کہ مولوی صاحب جب نزدیک آئے تو لوگ خوش

ہو گئے۔

۱۹ اور مرزا یوں نے لوگوں کی شرارت سے خوف کیا۔ تو ان میں سے ایک جماعت نے

ان کو نجات دلائی۔

مرد و عورت

(گزشتہ سے پیوستہ)

۱) قرآن مجید فرماتا ہے **يَسَاءُ كَسَمَ حَرْثٌ لَكُمْ** ان الفاظ میں مرد اور عورت

کی جو حیثیت بیان کی گئی ہے وہ لفظ حَرْث (کھیتی) سے بخوبی ظاہر ہے کیونکہ

مالک و مملوک کا تعلق صاف طور پر مرد کی فضیلت پر شاہد ہے۔

۲) قرآن مجید فرماتا ہے **اِنَّ كَيْدَ كُنَّ خَطِيْمٌ** گو یہ جملہ حکایت ذات باری نے

ارشاد فرمایا ہے مگر اس کی تصدیق میں تجربہ و مشاہدہ کافی دلیل ہے جس

عورت کی کمزوری فطرت کا ثبوت ملتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ قرآن نے

شیطان کے کید (مکر و جیل) کو ضعیف کیا ہے۔

۳) قرآن مجید نے نعمائے بہشت کے بیان میں حور کا بیان کیا ہے جن کا

وعدہ متقی اور پارسا لوگوں کے لئے ہوتا ہے مگر کہیں عورتوں کیلئے تو جو ان بھوت
شوہروں کا ذکر نہیں آیا۔ گوვნما یہ امر ثابت ہے کہ پاکباز نیک عورتوں کو نیکے شو
ہر کے ساتھ رہنا ہوگا۔ مگر مردوں کیلئے بالاتہام اس امر کا ظاہر کرنا مرد کی فضیلت کو
ثابت کرتا ہے۔

(۱۲) سلسلہ بنی آدم کے آغاز میں پہلے مذکر کا وجود ہے۔ عورت کا بعد والفضل للتمقل

مذکورہ بالا وجوہ ایسے ہیں جو اس دعویٰ کے ثبوت میں حجت قاطعہ ہیں جس میں
کسی کو کلام کا موقع نہیں مل سکتا۔ اب ناظرین ذرا انصاف کریں کہ ہم قرآن مجید کی
سنیں جس کی تائید میں تجربہ و مشاہدہ بھی موجود ہیں۔ یا آجکل کے ملاحدہ کی بکواس
جو نہ تو شریعت آسمانی سے ثابت ہے نہ بروئے فطرت۔ اور غور کرو۔ تو
شریعت اور فطرت کوئی دو چیزیں نہیں بلکہ فی الحقیقت وہ ایک ہی ہیں۔
تبع آیات سے ممکن ہے کہ کوئی صاحب اور بھی وجوہ تجویز کر سکیں۔

ایک دفعہ ایک لمحد نے اپنے ایک مضمون میں عورت کو مرد پر فضیلت دیتے ہوئے
قرآن مجید کی آیت وَلَیْسَ الذَّکُوْرَکَا لَمْثٰی کو بیان کیا تھا۔ اول تو یہ لوگ ہمیشہ ایک
بیٹھی بات پیش کرنے کے عادی ہیں۔ اور لمحدان یورپ کو بقا بلکہ کلام الہی حجت تسلیم
کر کے اللہ اور اللہ کے رسول برحق کے کلام کی تکذیب کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ دوم
بڑی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو بلا علوم عربیہ حل کرنے بیٹھ جائے
ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور بچائے نادان ففوں کو بھی گمراہ کرتے
ہیں۔ ان الفاظ سے ہر گز ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آیت عمران والہیم
کی ہے جو آگے قصہ میں وارد ہوئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ والدہ مریم علیہا السلام
نے نذران رکھی تھی کہ خدایا اگر میرے ہاں بیٹا ہوگا۔ تو میں اُسے بیت المقدس کی
خدمت میں لگاؤنگی۔ تقدیر الہی سے لڑکی (مریم) پیدا ہوئی۔ تو آپ کو سچ ہوا اور
دل میں کہا کہ خدایا یہ تو لڑکی ہے اب کیا ہوا اس موقع پر خداوند کریم نے بطور اظہار
امر واقعہ اس امر کو بیان کیا ہے۔ کہ عمران کی بیوی اظہار افسوس کرتی ہے۔ مگر اس کو

یہ معلوم نہیں کہ جس مذکر مفروض کی وہ اُمید کرتی تھی۔ یہ مونت (لڑکی) اس سے کہیں بہتر ہے۔ کیونکہ جو مصلحت خداوند کریم کو اس لڑکی کے پیدا کرنے میں مد نظر تھی وہ لڑکا ہونیکی صورت میں پیدا نہ ہوتی۔ اسلئے خداوند کریم کی حکمت کاملہ اسی کی مقتضی تھی۔ گویا مطلب یہ ہے کہ یہ خاص لڑکی جو پیدا ہوئی ہے نسبت اُس خاص لڑکے کے جس کی خواہش زوجہ عمران کرتی تھی بھلی ہے مدعی نے الف و لام عہد کی حقیقت کو تو سمجھا نہیں۔ مگر غلط استدلال سے عوام الناس کو دھوکہ دینے بیٹھ گیا۔ الغرض اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مطلق عورت کو مطلق مرد پر فضیلت ہے۔ بلکہ خاص مونت اور خاص مذکر کا مقابلہ کیا گیا ہے اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مرد کو عورت پر فضیلت دینے میں جنس کا مقابلہ جنس سے کرنا مقصود ہے۔ نہ کسی خاص عورت کا کسی خاص مرد سے کیونکہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ سینکڑوں ایسی لطیف الفطرۃ عورتیں ہیں جو سینکڑوں جاہل اور کم فطرت مردوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔ مگر اس سے ہمارا دعویٰ باطل نہیں ہوتا۔ مذکورہ بالا سطور سے ہم اس نتیجہ تک باسانی پہنچ سکتے ہیں کہ جب مرد اور عورت کی فطرت ایک نہیں بلکہ ہر دو میں نمایاں تفاوت موجود ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمدن معاشرت کی ضرورتوں میں ہر دو کے حقوق کو یکساں خیال کیا جائے۔ بلکہ جس فطرت نے ہمیں ان میں ایسے تفاوت کا علم دیا ہے۔ وہی فطرت ہمیں یہ بھی سبق دیتی ہے کہ ہر دو کے حقوق میں ایک حد فاصل قائم ہونی چاہئے۔ (راخونی)

ابطال تناسخ

(از مولانا ابوالیاس امام الدین صاحب کوٹلی لوہارن ضلع سیالکوٹ)

وَإِن جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى
 نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا مِّمَّا هِيَ آيَاتُهُ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحَ
 فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں

جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں۔ ان سے کہہ دو۔ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے رب نے رحمت فرمائی اپنے ذمہ کر لی ہوئی ہے تحقیق جو شخص تم میں سے بڑا کام کر بیٹھے جہاں سے بھروسہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح رکھے تو خدا کی یہ شان ہے کہ وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔

اس آیت میں مسلمانوں کیلئے خوش خبری ہے خاصکہ صحابہ کرام کو تو بڑی بھاری رحمت ہے جن پر پاک سلام کیا کرتے تھے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ جن پر تو سلام کرتا ہے ان پر میں اپنی رحمت بھیجی لازم کر لیتا ہوں۔ چونکہ آپ حریص تھے۔ اس لئے آپ جب کسی کو کہتے۔ تو پہلے سلام کرتے۔ تاکہ میری دعا سے یہ لوگ بخشے جائیں۔ یہ تو زندوں کے لئے باعث نجات ہے۔ اب مردہ لوگوں کو دیکھئے۔ مردہ لوگوں کے بارے جب آپ دعا مانگتے تو خدا اُن کو بخش دیتا۔ یعنی جو شخص مرجاں۔ آپ اُس پر نماز جنازہ ہی ادا کرتے تھے تو بھی خدا بخش دیتا۔ ان صلواتک مسکن لهم یعنی دعا کر اُن پر۔ تمہاری دعا اُن کو تسکین دینے والی ہے۔ عام لوگوں کو نعمت حاصل ہے کہ وہ حضور پر درود پڑھیں۔ تو بھی خدا تعالیٰ ان پر دس بار رحمت فرما دیتا ہے۔ اور دس گناہ معاف کر دیتا ہے۔ دس درجے بلند کر دیتا ہے۔

جو نہنگا رہیں ان پر خدا کا انعام یہ ہے۔ اگر وہ سچے دل سے تائب ہو جائیں پھر گناہ نہ کریں تو خدا اُن کے گزشتہ گناہ بخش دیتا ہے۔ اس کی یہ صفت ہے۔ کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ گزشتہ گناہ تائب کے معاف کرنے پر کئی آیات شاہد ہیں ومن اجل سؤا وظلم نفسه ثم يستغفر الله یجد الله عفواً رحیماً یعنی جو کوئی بُرے کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ بخش مانگے اللہ سے تو ایسا اللہ کو بخشنے والا مہربان۔ یا ایہا الذین آمنوا لی الی اللہ توبۃ نصوحاً عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم الخ یعنی اے ایمان والو۔ توبہ کرو۔ اللہ کی طرف توبہ خالص قریب ہے کہ تمہارے گناہ رب دُور کر دے۔

هو الذی یقبل التوبۃ عنی عبادہ ویجفوا عن السیات یعنی اللہ وہ ہے

جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور گناہ معاف کرتا ہے۔ ان آیتوں کے علاوہ یہ بھی آیا ہے کہ بُرائیاں دُور ہی نہیں کرتا بلکہ بجائے برائیوں کے نیکیاں بدل دیتا ہے۔
 الا من تاب و عمل عملاً صالحاً فأوفى لک اللہ سیاتہم حسنات۔
 یعنی جو گناہ کر کے پھر توبہ کرے ایمان لائے اور عمل کرے اچھے عمل پس ہی لوگ ہیں جن کی بُرائیوں کو خدا نیکیاں بنا دیگا۔ دیکھئے مسلمانوں کا خدا کیسار حمدل اور مہربان ہے۔ کہ بندہ کا قصور معاف کر دیتا ہے۔ آریوں کا خدا ایسا ہے کہ جب تک مجرم کو سزا نہ دے یوں غلاصی نہیں کرتا۔ ہزار بار گڑ گڑائے چلائے دینت نہمت کرے۔ ایسا سخت دل خدا سزا دے بغیر نہیں چھوڑتا۔

جس کے دل میں یہ خیال ہو کہ یہ حاکم سرگز بغیر سزا دے نہ چھوڑے گا۔ اُس سے کیا بھلائی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ اس سے محبت کب ہو سکتی ہے۔ جو شخص کہ تمام عمر گناہ سے بچتا رہا۔ پھر تک پھونک کر قدم دھرتا رہا مگر اتفاق سے اُس سے کوئی گناہ ہو گیا۔ اسکی ساری عبادت خاک میں مل گئی۔ جب تک بندہ سوز نہ بن جاوے۔ رہائی نہیں۔ دُنیا کے حکام بھی مجرموں پر رحم کرتے ہیں۔ ہر ایک انسان ایک دوسرے پر رحم کرتا ہے۔ ایسی صفت ملے کہ ہر ایک چاہتا ہے۔ ایسی صفت اگر اچھی ہے۔ تو خدا میں ضرور ہونی چاہیے۔ مگر آریوں کے خدا میں کوئی اچھی صفت نہیں اب دیکھئے۔ ایک گنہگار شخص کو کس مذہب میں تسلی کا پیغام ملتا ہے۔ آریہ مذہب تو اُسے جواب ملتا ہے کہ دیکھو دیانند اپنے ستیارتھ پر کاش باب ۷ صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں۔ سوال۔ البتہ اپنے جملگتوں کے پاپ معاف کرتا ہے۔ یا نہیں جواب۔ نہیں وہ پاپ معاف کرے تو اُس کا انصاف جانا رہتا ہے۔ سنئے جس حج کی نسبت مجرم کو یقین ہو کہ حاکم مجھ پر رحم نہیں کرے گا۔ وہ مجرم کو کبھی پیارا نہ ہوگا۔ جس کو یہ یقین ہو کہ مجھے شاید حاکم چھوڑے تو اُس کو حاکم سے محبت ممکن ہے۔ دوسرے کو نہیں سچ فرمایا :-

انذ لا یالیس من رحم اللہ الا لقوم الکفرین۔ آریہ مذہب کی حماقت دیکھئے کہتے ہیں کہ گناہوں کے عوض بندہ سوز بند بن جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہندو یا ویدک دھرم کی رو سے

انسانی رُوح اپنے اعمال کی سزا و جزا بھگتنے کے لئے درختوں، حیوانوں وغیرہ میں چکر لگاتی پھرتی ہے۔ اس کو گنتی نہیں۔ یعنی تجاوت نہیں۔ کیا حیوان بننے سے وہ انسانی عذاب محسوس کرتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ انسانی جسم سے حیوانی جسم میں وہ خوش رہتا ہے۔ انسان تھا تو مکلف تھا۔ اُسے حکم تھا کہ کسی کی عورت کو یا تھ نہ لگنا۔ اب گنہگار تھا تو حیوان کی جُون میں آیا۔ اب آزاد ہے۔ چول جائے سب مباح۔ کوئی رُوک کوئی ہی نہیں۔ انسان تھا مگر مذکور تھا۔ باہ کچھ نہ تھی۔ دوسری جُون میں گدھا ہوا۔ سب فرق نکل گیا۔ کیا وہ عذاب میں گنا جائیگا۔ ہرگز نہیں جب بندہ نے گناہ کیا تھا۔ اس کا جسم انسانی تھا۔ جو بوجھ اور محنت کا متحمل نہ تھا۔ مگر در انسان تھا۔ اب اسے چھڑیا گھوڑا یا ہاتھی یا شیر کا جسم ملا۔ آگے سے اُس کو زور اور وزن دار جسم بھی مل گیا۔ بتاؤ اُسے کیا تکلیف ہوئی۔ عقل سے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جب عقل ہی چھین لی تو پھر تکلیف کیسی۔ دیوانہ آدمی کو دیکھیے۔ اُسے چوٹ لگے کوئی مارے پیٹے۔ اُسے کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ ایسا ہی حیوانات ہیں جس جسم کیساتھ رُوح نے بیفرمانی کی ہے وہ تو جسم ہی نہیں جسم بیفرمان تو جلا کر پانی میں بہا دیا گیا۔ بیکار جسم اور ملا یہ انصاف خداوندی سے بعید ہے۔

آریوں کا خام خیال ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ ان کو اتنا پتہ نہیں کہ ہندوستان سے ہمارا ہی نشان بٹ جائیگا۔ اس واسطے کہ قیامت میں جب ہندوستان سے لوگ اٹھیں گے۔ تو سامان ہی اٹھیں گے۔ ہندو کہیں دریا میں غوطے کھاتے ملیں گے۔ ہندوستان میں ان کا تخم بھی نہ ملیگا۔

الحاصل آریوں کا مسئلہ اور گون یعنی تاسخ بالکل غلط مسئلہ ہے عقل سلیم والا انسان کبھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا، کُتا اور گُتیا کو والدین تصور کرنا ان ہی کا کام ہے۔ پھر بھی آریہ مذہب والے کو غیرت نہ آئے ہی کہتا جاوے کہ یہی سچ ہے اس جیسا بے جفا کون ہوگا۔

موسم سرتی۔ جوان کی بڑی معتبر کتاب ہے جس کا ستیا رتھ پرکاش میں بھی حوالہ دیا جاتا

ہے۔ اس کے ادھیاء ۱۱ شلوک ۵۵ میں لکھا ہوا ہے کہ کُتہ۔ سور۔ گدھا۔ اونٹ۔ گھوڑا۔ بکرا۔ بھیر۔ ہرن۔ چرند۔ پرند۔ چاندل۔ پکسن انہوں کی جون میں برہمن کا ماریوالا جانا۔ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ جس گائے بیل کی منہ اس قدر تعظیم کرتے ہیں۔ وہ پچھلے جنم کے برہمن ہتیا کرنے والے انسان ہیں۔ برہمن ہتیا کرنے والوں کی اس قدر تعظیم کرنا بالکل نامناسب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گاؤ مادہ کی کمی مسلمانوں کے کھانے سے نہیں بلکہ برہمن ہتیا کے بدبخت ہے۔ آج برہمن کو لوگ مارنا شروع کر دیں۔ تو گھوڑوں کی کثرت ہو جائے۔ جو گائے کی کثرت چاہتا ہے۔ اُسے لازم ہے کہ برہمن ہتیا کی لوگوں کو تعلیم دے۔ تاکہ گائے کی نسل میں ترقی ہو۔ اور موسیقی۔ ادھیاء ۱۲ شلوک ۵۶ میں لکھا ہے۔ چھوٹے کیرے پینک غلیظ کہانیوالے پرند مارنے کی خصلت رکھنے والے شیر وغیرہ انہوں کی یوں ہی شراب پینے والا برہمن جاتا ہے۔ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے۔ تو یہ اعزازیں پیدا ہوتا ہے۔ کہ برہمنوں کی قوم تو صرف ہندوستان میں ہی ہے اور یہاں پر بھی ان کی آبادی دو ڈھائی کروڑ سے زیادہ نہیں ہے۔ ان میں شراب پینے والے برہمنوں کی تعداد بہت کم ہوگی چند ہزار یا چند لاکھ ہوگی سوائے زمین پر تو ایک طرف خود ہندوستان بلکہ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے صوبے بلکہ ضلع اور ضلع کے بھی ایک چھوٹے سے گاؤں میں کیرے کمڑوں کی تعداد کو دیکھئے پھر خیال کیجئے کہ یہ کیرے سب اگسٹل کے شراب نوش برہمن ہیں۔ کیسا فضول خیال ہے، کیرے کمڑوں کی جون میں شراب نوش برہمن تصور کرنا برہمن قوم کی تہک کرنا ہے۔

تناخ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ سمجھ سکتا ہے کہ یہ سراسر لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ کیونکہ تناخ کے ماننے سے یہ لازم آئیگا کہ انسانی روحیں جب تک متربکب گناہ کے نہ ہوں دنیا کا کاروبار نہ چلیگا۔ اگر کاروبار بند ہوا تو عبادت کرنی مشکل زمینداروں کے لئے حیوانوں کی ضرورت تو سب رزق مفقود۔ زمینداری نہ ہو تو ستر عورت کیلئے کپڑا کہاں سے کیاس ہو تو کپڑے

معلوم ہوا کہ دنیا کی تمام نعمتوں کا حاصل ہونا بدکاریوں پر منحصر ہے۔ کوئی گناہ کرے تو گناہ کے جہنم میں آوے تو آپ لوگ دودھ پیئیں۔ کوئی گناہ کرے تو گھوڑے کے جہنم میں آئے تو آپ لوگ اسواری کریں۔ کوئی گناہ کرے تو خچر اور گدھے کے جہنم میں آئے تو تمہارا بوجھ اٹھائیں۔ کوئی بڑا گناہ کرے تو عورت کی جون میں آئے تو آلچی کوں کو جو رو نصیب ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدائی سلسلہ سب گناہوں کی طفیل چل رہا ہے گناہگار نہ ہوتے تو پریشور کچھ بھی نہ تھا۔ گناہگاروں کے سوا تو وہ از سر نو کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتا۔ پھر پریشور کا رُخوں پر قبضہ کرنا شاید کسی اگلے جہنم میں نیک عملوں کا سبب ہوگا۔ اگر مسئلہ تنازع صحیح ہے۔ تو ممکن ہے۔ کہ کسی شخص کی والدہ یا دختر یا ہمیشہ یا دادی یا نانی مرنے کے بعد عورت کی جون میں آکر اس کی جورو بن جائے۔ قربان جانیئے لیے مذہب پر جو والدہ اور ہمیشہ وغیرہ کو جو رو بنائے۔ دوسری یہ بات ہے کہ ایک شخص نے پہلے اچھے عمل کئے مگر پھر پاپ کیا یعنی نجات ملگئی۔ پھر اس کو مار کر پھر بندہ بھی بنانا ہے تو اُس کو پہلی بار مارا ہی کیوں؟ پھر پریشور حد کرتا ہے کہ کسی بندے کو ہمیشہ کے لئے راحت ملے۔

قید خانہ کی آریہ مثال پیش کرتے ہیں کہ قید بھگت کر پھر باہر نکالا جاتا ہے قید خانہ میں کوئی نیک کام نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی صحیح نہیں۔ اسلئے کہ جو جرم نہ کرے وہ کبھی جیل کا منہ نہیں دیکھتا! ایسا ہی نیک آدمی چاہے کہ وہ بھی ہمیشہ زندہ رہے موت کا منہ نہ دیکھے۔ میں آریوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ پریشور اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے نیک بندے کو ہمیشہ کیلئے مکتی دے یعنی نجات دیدے۔ اگر قادر ہے تو پھر کیوں سختی کرتا ہے۔ کہ اول ایک بندہ کو ایسا مقرب بنا کر اوتار کرتا ہے اُس پر ویدنا زلی کرتا ہے پھر اُس کی ناحق عزت بگاڑ کر رفتہ رفتہ مختلف جونوں میں ڈالکر اُس کی کیڑے مکوڑے تک ذلت پہنچاتا ہے۔ مگر قادر نہیں تو خدائی کے لائق نہیں۔

اگر کوئی آریہ یہ کہے کہ اگر تنازع نہ مانا جائے تو اعتراض آتا ہے کہ خدا نے ہر ایک کے ایک جیسا کہنہ نہ بنایا۔ کسی کو امیر کیا۔ کسی کو غریب کسی کو ننگرا کسی کو لنبہ وغیرہ وغیرہ

تو جواب اس کا یہ ہے کہ شروع دنیا میں جب انسان پیدا ہوئے تھے۔ وہ ایک جیسے تھے۔ یا درجہ بدرجہ۔ اگر درجہ بدرجہ تھے جیسا کہ دیانند ستیارتھ پرکاش ادھیائے ۷ میں سوال کا جواب دیتے ہیں سوال ان چاروں ریشیوں پر ہی ویدنازل کئے اوروں پر نہیں کئے۔ اس سے ایشور طردار ٹھیکر تاپے۔ جواب وہی چار سب جیون سے زیادہ پوتر آتما تھے۔ اوروں کے برابر نہ تھے۔ اسلئے پاک علم کا نزول انہی میں کیا۔ تو پھر وہی اعتراض رہا۔ شروع دنیا میں تفاوت کیوں ہوا۔ سینکڑوں انسانوں میں سے محض چار آدمیوں کو شرافت دیکر ان پر ویدنازل کئے اگر ایک جیسے ہی تھے یعنی سب ایک جیسے انسان تھے۔ ان کی زندگی کے لئے کیا چیز تھی۔ کیا کھاتے پیتے تھے۔ گلے بھی نہ تھی جو دودھ پیتے نباتات بھی نہ تھے جس سے غلہ حاصل کرتے یا اس کے پتے کھاتے۔ پھر مزہ کی بات یہ ہے کہ وہ عبادت جس کو آریہ مذہب میں ہوتن کہتے ہیں جو آریہ دھرم میں فرض ہے۔ وید کی رشی کیسے ہوتن کرتے تھے جب اس کے لئے گھی کا ہونا ضروری ہے گھی گائے ہو تو حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی نہیں تو پھر ہوتن ایسا ضروری فرض کس طرح ادا ہوتا ہوگا؟

اگر کوئی آریہ کہے کہ اس دنیا کی کوئی ابتداء نہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ ابتداء ہے۔ جو وید بتا رہا ہے۔ وید کی خود دیانند نے بھی اپنی کتاب رگ وید اور بھاشا بھومکا کے صفحہ نمبر ۷ میں دیکھو عبارت اس کی یہ ہے جس وقت یہ ذروں سے ملکر

بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (غیر محسوس حالت تھی) یعنی شونیہ اکاش بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس وقت کچھ کاروبار نہ تھا۔ ہمارے بیابان آریہ سماجی غور کریں۔ کہ وید دنیا کا نو پیدا ہونا کیسا صاف بتا رہا ہے معلوم ہوا کہ دنیا کا ابتداء تھا۔ نہوا المقصود بطلان تنازع پر عجیب دلیل۔ یہ تو ہر ایک مذہب میں مانی ہوئی بات ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو نیک کام کرنا چاہیئے۔ بُرے کاموں سے بچنا چاہیئے۔ خود معتقد تنازع بھی نیک کام کرنے سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ سب انسان حق پرست اور نیک بن جائیں۔

ص ۱ پر لکھتا ہے کہ ”حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک خط میں مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے۔“ نیز اسی صفحہ پر قادیان کی ایک خط کی نقل شائع کی ہے جس میں ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے لکھا ہے کہ ”آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف وفد بھیجنے اور آپ کے کام میں دلچسپی پیدا کرنے کی خاص کوشش کی جائیگی۔ بہر حال آپ کام کرتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے وعدے اپنے وقت پر ضرور پورے ہو گئے۔“ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں۔“ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دراصل میرزائی فرقے عقائد و مقاصد میں متفق ہیں اور سب میرزا غلام احمد کے قائم کردہ شجرہ خبیثہ کی شاخیں اور ٹہریں۔ اور اپنے اصل کی طرف راجع ہیں۔

اس فرقہ کا پیشوا عبد اللطیف ساکن گنا چور ضلع جالندھر ہے۔ اس نے

گنا چوری

۱۹۲۱ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ یہ امام آخر الزمان و مہدی مہود ہونی کا مدعی ہے۔ اور میرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرتا ہے۔ اس نے ایک کتاب ”صفت کی چشمہ نبوت“ تالیف کی ہے جس میں اپنی صداقت کی ۳۶۰ دلیلیں دی ہیں۔ اس کے دلائل عام طور پر دی ہیں جو میرزا نے اپنے لئے دیئے ہیں۔ عبد اللطیف نے میرزا محمد کو اور اپنے تمام مخالفین کو دعوت مبارکہ بھی دی تھی۔

رجل یسعی { یہ شخص حجاز طنی ضلع منٹگمری میں پٹواری ہے اپنے آپ کو احمد محمد عبد اللہ حارث حراث مہدی آخر الزمان رجل یسعی ”کہلاتا ہے۔ اس نے ایک

کتاب ہدایت للعالمین ”تالیف کی ہے جس کے تین حصے شائع ہو چکے ہیں اس کے دعویٰ و الہامات نہایت عجیب و غریب ہیں۔ اپنے آپ کو کئی انبیاء سے افضل سمجھتا ہے اور قرآن فہمی میں اپنا کمال بیان کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وجاء من اقصى المداہنة رجل یسعی (ترجمہ: ایک آدمی شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا)۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ رجل یسعی ہیں۔

احمد نور کاہلی { قادیان کے نبی خیر قطعہ سے ایک اور شخص مدعی نبوت ظاہر ہوا ہے

اس کا نام احمد نور کا بی ہے۔ یہ شخص مبروص ہے۔ اور اس نے پسناری کی دوکان کھول رکھی ہے۔ بغوشہ و گھوڑ زبان جیتے جیتے نبیؐ بن گیا۔ اس کے ایک پیرو عبد الرحمن سلکن ہولانگج نہرہ کان پور نے اس کا ایک اعلان مطبع احمد المطابع کان پور سے طبع کر کر شائع کیا ہے۔ جو مجسمہ نقل کیا جاتا ہے۔

اعلان

لے اللہ تعالیٰ کے ملتے والو اور رسولوں کے ملتے والو۔ مے تمام آدم علیہ السلام کی اولاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت خبر دیتا ہوں کہ میں اللہ کی طرف سے مامور ہو گیا ہوں دنیا کے واسطے رسول اور نبی مامورین اللہ ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا ویسا ہی رسول ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام جیسے موسیٰ علیہ السلام جیسے عیسیٰ علیہ السلام جیسے محمد علیہ السلام جیسے مرزا صاحب۔ میری آمد تمام انبیاء کی آمد ہے میں تمام انبیاء کا مظہر ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوں۔ میرے ساتھ وہ خدا جو تمام انبیاء کے ساتھ کلام کیا ہے کلام کرتا ہے۔ اُس نے آرڈر دیا ہے کہ میری رضا کی خاطر خبر دو کہ اگر اللہ کی محبت کرتے ہو تو میری بات مان لو۔ میری تابعداری کرو۔ اللہ تمہارے ساتھ محبت کرے گا۔ میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خبر دیا۔ جو مانے گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا وارث بنے گا۔ باقی اللہ تعالیٰ انعام جس کو وہ پسند کرتا ہے۔

اعلان کر نیوالے اللہ تعالیٰ کے رسول احمد نور کا بی احمدی اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں کے ملتے والے

میں ایمان کا درخت ہوں جیسا کہ تمام انبیاء اور جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام اور جیسے موسیٰ علیہ السلام جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام جیسے کہ محمد علیہ السلام اور جیسا کہ مرزا علیہ السلام الغرض تمام انبیاء ایمان کے درخت ہیں۔ سب ملتے سے ایمان کا پھل ملتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔ اور رحمت ملتی ہے۔ میں بھی اسی طرح ایمان کا درخت

احمد نور کا بلی احمدی - اللہ کا رسول - مفتاح قادیان پنجاب
 میری آواز پر لبیک کرنا اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کرنا ہے۔ وہ آدمی لبیک کرنا
 اپنے گھر بیٹھا ہوا خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث بن سکتا ہے جیسا کہ ہر ایک نبی
 ماننے والا اپنے گھر قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل کا وارث بنتا ہے اور میرے
 نبی ماننے والا اپنے گھر میں خدا تعالیٰ کو ناراض کرنا اور باغی بننا ہے اور اللہ تعالیٰ کی
 آواز سے غافل اور غفلت کرنے والا ہو جاتا ہے۔ میں مجنون نہیں ہوں مجنون کے مشابہ
 اللہ کا کلام نہیں ہوتا۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ رسول کے نام سے ہادی کے نام اور نبی
 کے نام سے نہیں پکارتا ہے۔ دنیا کے لوگو اللہ کی رضا کو ناراض مت کرو۔

معراج جگہ

ایک شخص مسیحی بنی بخش میزرائی ساکن معراج کے ضلع سیالکوٹ نبوت کا
 مدعی ہے۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ میں بنی ہوں۔ میرے والدین
 نے میرا نام بنی بخش اسی لئے رکھا تھا۔ اور میرے مولد و مسکن کا نام معراج کے ہیں کسی
 ظریف الطبع نے جس کا نام خدا بخش تھا۔ اس کے جواب میں اعلان کیا کہ میں نے بنی بخش
 کو نبی نہیں بنایا۔ اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

سمیرا بلی

اس فرقہ کا پیشوا محمد سعید میرزائی سمیرا بلی ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہے
 میرزا غلام احمد نے کہا تھا۔ سیاتی قمر الانبیاء۔ محمد سعید کہتا ہے۔
 کہ میں قمر الانبیاء ہوں۔ اس کو گلچٹروں کی بیماری ہے۔ یعنی ٹھوٹھی کے نیچے گردن پر
 نہایت بد نما ورم ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ مہر نبوت ہے۔

علاوہ ازیں اُمت میرزا بیٹہ میں اور کئی مدعیان نبوت پیدا ہو گئے ہیں اور مجھے
 ہیں میرزا کے خاص مرید مولوی محمد فضل چنگوی نے حال ہی میں دعویٰ نبوت کیا ہے غلام
 حمید جہلمی محکم الدین پٹیاوی۔ محمد زمان سندھی و دیگر کاذب مدعیان نبوت پٹیاوی
 تھے۔ درگاہ میرزا سے انہوں نے افتراء علی اللہ کا سبق سیکھا۔ حیرت ہے کہ میرزائی
 جبکہ اجر لئے نبوت کے قائل ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان مدعیان نبوت کو راستہ باز
 تسلیم نہیں کرتے۔

میرزائیوں کی تعداد

میرزائیوں کی عادت ہے کہ جہاں کسی ناواقف سے گفتگو کا موقع ملے۔ اپنی کثرت تعداد کا ذکر

نشاندہ الفاظ میں کرتے ہیں۔ میرزائیوں کی تعداد بھی ایک چیتان اور متعہ بنی ہوئی ہے۔ میرزائیوں کے اقوال اس قدر مختلف اور متضاد ہیں۔ کہ صحیح اندازہ کرنا دشوار ہے۔ میرزا غلام احمد صاحب اپنی آخری تصنیف پیغام صلح میں لکھتے ہیں۔ کہ اس وقت میرے ماننے والوں کی تعداد چار لاکھ ہے۔ ان کا ایک مرید عبدالغریز بھٹا انوی اپنی کتاب ”کوکب درّی“ میں پانچ لاکھ بیان کی ہے۔ مقدمہ اخبار مبالغہ میں میرزائیوں نے اپنی تعداد دس لاکھ بیان کی تھی مگر کوکب درّی کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ ۱۹۳۰ء میں احمدیوں کی تعداد بیس لاکھ ہے۔ منظر بحیرہ میں مولوی مبارک احمد میرزائی نے مجمع عام میں اعلان کیا تھا کہ سلسلہ میرزائیت میں اس وقت پچاس لاکھ آدمی موجود ہیں۔ مولوی مذکور نے اپنی تحریر بنام مولانا ابوالقاسم صاحب میں بھی میرزائیوں کی تعداد پچاس لاکھ بیان کی ہے۔ مگر میرزا محمود صاحب اپنے خطبہ مندرجہ اخبار الفضل ۲۷ جون ۱۹۳۱ء میں بیان کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ آپ اپنی تعداد کے لحاظ سے مخالفین کے مقابل میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ پنجاب میں ہماری جماعت سب زیادہ ہے۔ پنجاب میں ۵۵ ہزار احمدی قرار دیئے گئے۔ قادیان میں پانچ ہزار و دسواں احمدی ہیں۔ ٹٹال کی ملکی تحصیل کے کل احمدی (میرزائی) ۸ ہزار مردم شماری میں لکھے گئے۔“

میرزا محمود صاحب کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ میرزائیوں کی سب سے بڑی تعداد پنجاب میں ہے۔ اور وہ سب سے بڑی تعداد بھی ۵۵ ہزار سے زیاں نہیں یہ تعداد بھی میرزائیوں کی میان کردہ ہے۔ ورنہ دراصل تعداد اس سے بھی کم ہے۔ اب قارئین مولوی صاحبک احمد میرزائی کی ایمانداری اور راستبازی کا اندازہ کر لیں۔ اور اسی سے میرزا غلام احمد سے لے کر اس کے ہر چھوٹے بچے مرید کی راست پسندی کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

خلاصہ

تصہ ہمام

ضلع شاہ پور میں میرزا بیوں کا دورہ

حزب الانصار بحیرہ کی مساعی حبیہ سے میرزائیت کی تحریک مردہ ہو رہی تھی۔ ان باب قادیان نے اس کے احیاء کے لئے پوری سرگرمی سے کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ انجن میرزائیت سرگودھانے ضلع بھر میں تبلیغ کا ایک پروگرام بنایا۔ اور قادیان سے دو مبلغ مولوی احمد خان د مولوی عبداللہ اعجاز ضلع کا دورہ کرنے کیلئے منتخب ہوئے۔ قادیانیوں کا براہہ خطہ۔ کہ دو ماہ مسلسل دورہ کر کے ہر جگہ مقامی علماء کو دعوت مناظرہ دیکر پریشان کیا جائے۔ وہ جانتے تھے کہ علمائے کرام قادیانی مذہب کی حقیقت سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اس لئے وہ مناظرہ پر آمادہ نہ ہونگے۔ اور اگر اسلام کی عزت کو تحفظ کیلئے مقابلہ پر آمادہ بھی ہوئے۔ تو میرزائی عقائد و میرزائی علم کلام سے ناواقفیت ان کے لئے سد راہ ثابت ہوگی۔ حزب الانصار نے وقت کی اہم ضرورت کا احساس کر کے میرزائی مبلغین کے کال تعاقب اور مقابلہ کا فیصلہ کیا۔ مالی مشکلات نے کارکنان کو پریشان کر رکھا تھا اور مزید مصارف کیلئے کہیں سے روپیہ حاصل ہونکی امید نہ تھی۔ مگر تحفظ اسلام کی عرض سے شخص خدا کے بھر دے پر ایک تبلیغی وفد مرتب کیا گیا۔ تاکہ وہ ضلع بھر میں ہر جگہ میرزا بیوں کے تعاقب اور ہر جگہ مناظرہ کی دعوت قبول کرنے کا کام سر انجام دیں۔ اس وفد کے ارکان مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کو لوٹا رڈی۔ مولانا محمد شفیع صاحب فوشالی۔ خاکسار مولف کتاب خدا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ حزب الانصار قرار دیئے۔ علاوہ ازیں مولوی محمد اسماعیل صاحب مولائی و دیگر کئی حضرات نے دورہ میں ساتھ رکھ منون فرمایا۔ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء سے لیکر ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء تک میرزا بیوں کا تعاقب ہوا۔ اس عرصہ میں ان کیساتھ دس مرتبہ پیش آئے۔ ہر کہ میں مسلمانوں کو خداوند کریم سے نفرت

پہلا محاصرہ میانی

عطا فرمائیں۔

بھیرہ سے جانب مشرق ۹ میل کے فاصلہ پر قصبہ نمک میانی آباد ہے۔ جہاں کے مفتی غلام قاضی صاحب مرحوم نے مولوی نور الدین قادیانی کو لاہور میں لاجواب کیا تھا۔ اور مناظرہ برائے شمس قادیانی کی گئی تھی مفتی صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد میرزائی چڑھے اپنے بلوں سے نکل آئے۔ اور انہوں نے میدان خالی دیکھ کر اپنا اثر و اقتدار جمانا چاہا۔ چنانچہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۲ء شام کی گاڑی سے قادیانی مبلغین وہاں پہنچے۔ دوسرے دن صبح حزب الانصار کے وفد کے اراکین بھی میانی جا پہنچے۔ میرزائیوں پر بدحواسی طاری ہو گئی۔ مسلمانوں میں اس قدر بیداری پیدا ہوئی کہ انہیں توقع نہ تھی۔ مسلمانان میانی نے علمائے کرام کا شاندار استقبال کیا۔ اور بمقام جنگی شاہ جلسہ کے لئے پٹنل بنایا گیا تھا۔ میانی کے میرزائی کئی دن سے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دے رہے تھے۔ اسلئے علمائے اسلام نے میرزائیوں کا چیلنج قبول کر کے انہیں تصفیہ شرائط کیلئے پیغام بھیجا۔ مگر میرزائی عبداللہ و احمد خان نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر مورخہ یکم و ستمبر ۱۹۳۲ء ہر دو روز صبح سے لیکر شام تک مسلمانوں کے شاندار جلسے منعقد ہوئے جن میں میرزائیت کے پرہیزگار اڑاٹے گئے۔ اور دعاوی میرزا و الہامات میرزا کی حقیقت کھولی گئی۔ میرزائیوں کو مناظرہ کی دعوت پر دعوت دی گئی۔ مگر انہیں مقابلہ میں آنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ ان کے جلسہ میں حاضرین کی تعداد دس یا بارہ سے زیادہ نہ ہو سکی۔ یہ حالت دیکھ کر انہوں نے قادیان میں تائیں دیں۔ اور ان حالات میں تبلیغی دورہ کے التوائی خواہش ظاہر کی۔ مگر میرزا محمود نے اپنے مبلغین کا حوصلہ قائم رکھنے کیلئے بہترین مناظر و مبلغ بھیجنے کا وعدہ کیا۔ قادیانی مبلغین مورخہ ستمبر کو میانی سے بھیرہ پہنچے۔ علمائے اسلام بھی شام کی گاڑی میانی سے روانہ ہو کر شاندار جلسوں کے ساتھ بھیرہ میں وارد ہوئے۔

دوسرا محاصرہ۔ بھیرہ

دریائے جہلم کے کنارے شہر بھیرہ ایک قدیم تاریخی قصبہ ہے۔ سکندر اعظم کا یہاں سے گذر ہوا۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدین نے اس کی دیواروں پر

بزورِ شیرِ رائیت اسلام نصب کیا۔ باجئے اپنے ترک میں اس مشہور کا ذکر نہایت عمدہ
 الفاظ میں کیا ہے۔ جہاں گئے کابل جاتے ہوئے اس جگہ اقامت اختیار کی تھی اور یہاں
 علماء و مشائخ و فقراء کو داد و دہش سے مالا مال کیا تھا۔ سکھوں کے عہد میں یہ قصبہ
 اہل ہندو کے قبضہ میں تھا۔ اور مسلمانوں کی حالت نہایت ہی کمزور تھی۔ خیر شاہ سوری
 کی تعمیر کردہ جامع مسجد کھنڈرات کا ڈھیر ہو گئی تھی۔ اور سکھوں نے اس کی اینٹ سے
 اینٹ بجا دی۔ مگر سید العلماء و محدثین۔ استاذ الکل حضرت مولانا احمد دین بگوی رحمۃ اللہ
 علیہ کے قدمِ مہینت لزوم سے اسی بھیرہ سے علومِ دینی کے چشمے جاری ہوئے۔ ہر طرف
 علم کی نہریں جاری ہوئیں۔ ہزار ہا اشخاص اس چشمہٴ علم سے سیراب ہوئے۔ سرزمینِ پنجاب
 اسی خطہ کی بدولت دوبارہ متور ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت نے پٹنا کھایا۔ ابرِ رحمت نے
 آبیاری کی۔ حضرت مرحوم کی باطنی توجہ اور ہمت سے جامع مسجد کی شاندار عمارت تعمیر
 ہوئی۔ اور ہر گھر میں دینی چرچا ہونے لگا۔ مولانا غلام قادر صاحب بھیروی۔ مولانا
 غلام رسول صاحب چوہی۔ اور زبدۃ العارفین حضرت قبلہ مولانا عبدالغفر بگوی رحمۃ اللہ
 علیہ نے اپنی عمریں خدمتِ اسلام میں بسر کیں۔ مگر جہاں گل ہوتے ہیں وہاں خار بھی ہوتا
 ہے۔ افسوس! یہی مشہر حکیم نور الدین کی بدولت دنیا بھر میں بدنام ہوا۔ اور نور الدین کے
 اثر سے جو لوگ غیر متفقہ ہو چکے تھے۔ وہ میرزائی بن گئے۔ میرزائیوں کے نزدیک
 قادیان کے بعد بھیرہ ایک مقدس شہر ہے۔ اور وہ لوگ اسے مدینہِ مطہرۃ المسیح
 کہا کرتے ہیں میرزائی ایک ماہ سے اپنے مبلغین کی آمد کی خبر سنا کر اپنے خیال میں
 لوگوں کو خوف زدہ کر رہے تھے۔ علانیہ کہا جاتا تھا۔ کہ ہمارے شیر آہے ہیں۔ کسی کی
 ہمت ہو تو ان کے مقابلہ پر آئے۔ مگر علمائے اسلام کے درود اور میانی میں حشرِ ناک
 ناکامی کی خبر سن کر گھبراہٹ کا عالم طاری ہو گیا۔ قادیان میں تاریں دی گئیں۔ ۲۰ ستمبر کو دن
 انہوں نے کرب و اضطراب میں کاٹا۔ انہیں جلسہ کرنے کا بھی حوصلہ نہ ہوا۔ دوسرے
 دن صبح کی گاڑی قادیان سے میرزائی مبلغین کا نیا قافلہ بسر کردگی مولوی محمد سلیم
 منہوگر۔ اور مہزائوں کی جان میں حاد آئی۔ اور انہوں نے اپنے جلسہ کا اعلان

مک انصاری علی اللہ

اگر آپ بن سلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو حزب انصار کی امداد کیلئے ہاتھ پڑائیے
 جس رکن بن کر اس مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھے عرصہ چار سال سے یہ جماعت نہایت
 حاضمتی کیساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کے اعلیٰ پائے پر جامع مسجد بحیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ قائم ہے
 ماہواری سالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ یہاں
 کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرنے اور انہیں روافض مزائیت کے
 دائم مزور سے نجات دلانے کیلئے نہایت سرگرمی سے کام لیا جا رہا ہے۔ بحیرہ میں ایک عالمی شان
 رافعی کتب خانہ (الامیری) کا قیام زیرِ تجویز ہے مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں
 یاد رکھیے رسالہ شمس الاسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت وسیع کرنے میں امداد دینا ایک ایسی
 خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب انصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد امداد
 سبکدوش کر دیں حزب انصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں صرف طباعت و کتابت کاغذ
 کے مصارف پورا کرنے کیلئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے۔ یقین جانیے کہ رسالہ کا ہر ماہ کتب خانہ
 آٹا ایک کل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جہاں اس
 نہ جاتا ہو۔ اہل دیہہ و اہل محلہ چندہ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کر دیں ایسے امانت سدید
 کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کروایا کریں۔
 مندرجہ ذیل تبلیغی کتب و فلوئرس سالہ شمس الاسلام بحیرہ سے مل سکتی ہیں

<p>ترجمہ محمدی جہان لاؤنیفتی</p>	<p>فتاویٰ اجتناب الحنفیہ یعنی ہندوستان کے صد ہا علماء کا تفتہ فتویٰ در بارہ علم جو از کل سنہ یا مروی یا مرالی قیمت ۵</p>	<p>تعمیق تہذیب</p>
<p>بارقہ خدیجیہ در روایت شہادت مزائیت</p>	<p>علاوہ ازیں ہر قسم کی کتب نیچر رسالہ شمس الاسلام بحیرہ کی فٹنگ</p>	<p>اسلامی بیٹاں سائنس کا علم و تہذیب ان کے لئے ہیں</p>

زاں پیشتر کہ بانگ آید غلام

دعوت عمل

بنی کن غلام و شمار عمر

حزب انصاری کے مقاصد اغراض طریقہ عمل مشرق نہاد روح ہیں مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب فنی حصہ لے ذیل کے طریقوں آپ اس اسلامی آپس کی آبیاری فرما سکتے ہیں

۱۔ اپنی ماہوری آمدنی میں کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ گاہ حزب کو پہنچتا ہے نیز اس رکن ہنکر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے ۲۔ اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم عزیزیہ کے غریب نادار طلباء اور یتیم لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جنکی تعلیم و تربیت خوراک و رہائش کا ذمہ حزب انصاری لے رکھا ہے ۳۔ ماہوری رسالہ شمس السلام کے خریدار بن کر حزب الانصار کو اس کے مالی مصارف سبکدوشی میں ملادو جیسے نیز رسالہ کی اشاعت وسیع کرنے کیلئے سعی فرمائیے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جس میں رسالہ نہ جاتا ہو یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مناظر کے جانیے برابر ہے ۴۔ ایسا ہی مساکین غریب دارم سلم بچے جہاں ملیں انکو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں بھیج دیں تاکہ بری صحبت اثر سے بچکر اسلام کے سچے خادم بن سکیں ۵۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں بھیج دیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ امان مساجد کو محبوب کر دیں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کیلئے بھیرہ میں بھیج دیں ۶۔ بل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں اور محضر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس خیر کر کتاب خانہ حزب انصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام دیکھیں جن میں کتب کی صورت یہ وہ بذریعہ استفسار معلوم کر لیں۔ (۷) اپنے علاقہ میں غیر مذہبی تبلیغی جوڑ جہد و دیگر کو الٹ سی مطلع فرمائیے تاکہ کریں اور اگر ضرورت ہو تو حزب انصار کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسے انعقاد کا انتظام کریں ۸۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں تو شیعہ تبلیغ حزب انصار میں اپنا نام درج کریں

المعلن :- ناظم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)